عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

مُلتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مُسلسل اِشاعت کے 58 سال

ستمبر 2021ء | صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

شمارہ: ۹ جلد: ۲۵

کارروائی اجلاس مجلس منتظمہ و مرکزی مجلسِ شوریٰ

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت

ماہِ صفر المظفر... اسلامی سال کا دوسرا مہینہ

۷ ستمبر... یومِ تحفظِ ختمِ نبوۃ ایک تاریخ ساز دن

تاریخ سازِ ختمِ نبوت کانفرنس مینارِ پاکستان کی تیاریاں عروج پر

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۹ جلد: ۲۵

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری

صاحبزادہ طارق محمود

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حافظ محمد یوسف عثمانی	مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا غلام حسین
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0333-8827001

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

کارروائی اجلاس مجلس منتظمہ ومرکزی مجلس شوریٰ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	03

مقالات ومضامین

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم (قسط نمبر 18)	الشیخ عبداللہ مسعود/مولانا غلام رسول	05
فضائل صحابہ کرام ؓ......از مسلم شریف	مولانا محمد شاہد ندیم	10
ماہ صفر المظفر ......اسلامی سال کا دوسرا مہینہ	مولانا محمد عثمان	12
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	14

شخصیات

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	15
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	مولانا اللہ وسایا	20
مولانا قاری عبدالمالک	// //	27
مولانا محمد یوسف مانسہرہ	// //	28
مولانا عبدالرحیم علی پوری	// //	29
مولانا قاری محمد یوسف بہاولپوری	// //	30
مولانا غلام نبی شاہ مانسہرہ	// //	31

ردقادیانیت

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت (قسط نمبر:1)	حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی	32
ایک قادیانی و مسلمان کے مابین گفتگو (قسط نمبر:2)	مرسلہ: مولانا غلام رسول دین پوری	37
۷ستمبر......یوم تحفظ ختم نبوت ایک تاریخ ساز دن	مولانا محمد ابراہیم ادہمی	41
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء واقعات کے آئینہ میں	مولانا عتیق الرحمٰن	44

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا اللہ وسایا	45
تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان کی تیاریاں عروج پر	مولانا عبدالنعیم	47
تحفظ ختم نبوت اجلاس جوہرآباد	ادارہ	48
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کا دورہ چترال	ادارہ	49
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	50
مکتوبات بنام حضرت مولانا اللہ وسایا	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

کارروائی اجلاس مجلس منتظمہ ومرکزی مجلس شوریٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منتظمہ (عاملہ) کا اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ کی زیر صدارت دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ جس مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حافظ محمد انس اور راقم نے شرکت کی۔ دیگر جماعتی امور کے علاوہ مجلس منتظمہ نے امیر مرکزیہ کے لئے حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی اوران کی جگہ پر نائب امیر کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم صاحبزادہ سید سلمان بنوری مدظلہ کا نام پیش کیا۔ جب کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ پہلے سے نائب امیر چلے آرہے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ میں حضرت پیر ناصرالدین خاکوانی، صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ، صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ، مفتی خالد محمود کراچی، مفتی شہاب الدین پوپلزئی پشاور، قاضی محمد ابراہیم الحسینی اٹک، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مفتی محمد حسن لاہور، مولانا انوارالحق کوئٹہ، مولانا اعجاز مصطفیٰ کراچی، مولانا سمیع اللہ جان خیبر پختون خواہ، قاری محمد یاسین فیصل آباد، قاری عبیدالرحمٰن تلہ گنگ، حافظ محمد یوسف گوجرانوالہ سمیت مجلس عاملہ کے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر عاملہ کے فیصلہ کی تائید کرتے ہوئے حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی کو امیر مرکزیہ منتخب کرلیا۔ مجلس شوریٰ نے ڈیرہ غازی خان، ساہیوال اور منڈی بہاؤالدین میں دفاتر کے قیام کی منظوری دی۔

مجلس عاملہ وشوریٰ نے حال میں وفات پا جانے والے امیر مرکزیہ استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات پر انہیں عظیم الشان خراج تحسین پیش کیا۔ شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں موجودہ اجلاس تک وفات پا جانے والے اکابرین مجلس و جماعتی رفقاء کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مرحومین	مقام	نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مرحومین	مقام
۱	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	کراچی	۱۷	قاری احسان اللہ	اسلام آباد

۲	مولانا محمد اکبر خان	ملتان	۱۸	مولانا محمد اقبال	کہروڑپکا
۳	مولانا مفتی محمد زرولی خان	کراچی	۱۹	حافظ ریاض درانی	لاہور
۴	مولانا عبداللہ امیر تبلیغی جماعت	وہاڑی	۲۰	قاری محمد صادق قاسمی	اوچ شریف
۵	مفتی حسین احمد	ڈی آئی خان	۲۱	مولانا عبدالسلام ہمدانی	بہاول پور
۶	مولانا عبدالستار شاہ	بنوں	۲۲	مولانا عبدالرزاق	کہروڑپکا
۷	مولانا عبداللہ لدھیانوی	ٹوبہ	۲۳	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	انڈیا
۸	مولانا عبدالقادر انجم	ڈونگہ بونگہ	۲۴	مولانا سید محمد عثمان منصور پوری	انڈیا
۹	قاری عبدالحمید	بہاولپور	۲۵	مولانا شاہ محمد	لاہور
۱۰	مولانا محمد یوسف ماما	لندن	۲۶	قاری محمد یوسف	بہاول پور
۱۱	مولانا عبدالمجید فاروقی	چوک سرور	۲۷	قاری عبدالمالک	خانیوال
۱۲	مولانا امداداللہ	کبیروالا	۲۸	مولانا سید غلام نبی شاہ	مانسہرہ
۱۳	سید عطاء المہیمن شاہ بخاری	ملتان	۲۹	مولانا سیف الدین سیف	لاہور
۱۴	قاری عبدالرحمٰن	کہروڑپکا	۳۰	مولانا سیف اللہ خالد	گوجرانوالہ
۱۵	مفتی مزمل حسین کاپڑیا	کراچی	۳۱	مولانا عبدالرحیم	علی پور
۱۶	مولانا شبیر الحق کشمیری صاحب	ملتان	۳۲	مولانا عبدالخالق سنبھلی	انڈیا

مرکزی مجلس شوریٰ نے حکومت کی قادیانیت نوازی، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے یادگاری ڈاک ٹکٹ اور آں جہانی ظفراللہ خان قادیانی جس نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے جنازہ میں یہ کہہ کر شرکت سے انکار کردیا کہ مجھے مسلمان حکومت کا کافر ملازم یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔ میرے نزدیک قائداعظم مسلمان نہ تھے۔اس لئے میں نے ان کے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔

نیز یورپی یونین کے دباؤ پر گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے گستاخ رسول کی رہائی اور ایسے ہی رحیم یار خان کے گستاخ رسول کی رہائی (جسے اس کی حفاظت پر مامور پولیس کے سپاہی نے قتل کردیا) اور دیگر گستاخان رسول کو رسپانس دینے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے یورپی یونین کے دباؤ کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ نیز اعلیٰ عدالتوں سے استدعا کی گئی کہ وہ گستاخان رسول کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ سی کے مطابق سزائے موت دیں۔

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم

قسط نمبر 18: مصنفہ: الشیخ عبداللہ مسعود: ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

امر ہفتم ...... آں حضرت ﷺ کی شجاعت و بہادری کا بیان

حضرات اہل بیت عظامؓ وصحابہ کرامؓ کو جب کبھی کوئی خطرہ لاحق ہوتا تو آں حضرت ﷺ کی شجاعت کا منظر خوب آشکارا ہوتا اور قابل دید ہوتا تھا۔ حضرات اہلِ بیتِ کرامؓ وصحابہؓ میدان کارزار میں اور جہاد وقتال میں آپ ﷺ کی شجاعت و بہادری کو مشعل راہ بناتے اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر دشمن کا مقابلہ کرتے تھے۔ حضرات صحابہؓ واہل بیتؓ آپ ﷺ کی شجاعت کے تمام پہلوؤں کا حسین گلدستہ تھے۔ اب بطورِ نمونہ چند صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ کے تأثرات ومشاہدات ذکر کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

(۱): سنن دارمی میں ہے ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ جیسا سخی اور شجاع و بہادر، اور آپ ﷺ جیسا روشن چہرے والا اور خوب صورت نہیں دیکھا۔''

(۲): مسند ابن الجعد میں ہے ''حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم میدان جنگ میں ہوتے، اور لڑائی خوب عروج پر ہوتی اور زور پکڑتی، اور مسلمان وکفار باہم ملتے تو ہم آپ کے پیچھے رہ کر آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرتے، اور ہم آں حضرت ﷺ کے بہت ہی قریب رہ کر لڑتے اور دشمن سے بچاؤ کرتے۔ (اور شجاعت میں آپ ﷺ کی شجاعت کو مشعل راہ بناتے)''

(۳): بخاری میں ہے ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ (حسن و جمال، فضل وکمال، صفات حمیدہ واخلاق فاضلہ میں) سب لوگوں میں سے زیادہ خوب صورت، اور سب سے زیادہ بہادر، اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ اہل مدینہ رات کے وقت (کسی سمت سے چور ڈاکو یا کسی دشمن کی) کوئی نامانوس سی آواز سن کر مضطرب ہوئے اور گھبرا گئے، اور کچھ لوگ اس آواز کی جانب گئے (اور ایک دوسرے کو آواز دے کر بلانے لگے) کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے (گھر سے نکلے اور تن تنہا اس آواز کی سمت روانہ ہوگئے) مدینہ منورہ کے اردگرد چکر لگا کر ان کے سامنے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اہل مدینہ کا استقبال فرمایا اور فرمایا: مت ڈرو! مت ڈرو! واپس چلو! اطمینان رکھو! کوئی خوف وخطرہ کی بات نہیں۔ آپ ﷺ اس وقت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگی پیٹھ تھا، اس پر کوئی کاٹھی وغیرہ نہیں تھی، فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح (یعنی تیز رفتار) پایا ہے۔ آپ ﷺ کی مبارک گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔''

فائدہ: ننگی پیٹھ گھوڑے پر بلا کاٹھی سواری بڑے بہادر اور ماہر شہسوار کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ کا ننگی پیٹھ گھوڑے پر سواری آپ ﷺ کی بہادری اور ماہر شاہ سواری کی دلیل ہے کیوں کہ بغیر زین کے گھوڑے پر بیٹھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا آپ ﷺ بہت ہی دلیر و بہادر تھے۔

(۴): صحیح مسلم میں ہے ’’حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین کے دن موجود تھا۔ میں اور ابوسفیان بن حارثؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ آپ ﷺ سے بالکل جدا نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے اور وہ خچر آپ ﷺ کو ’’فروہ بن نفاثہ جذامی‘‘ نے ہدیہ کیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تو ابتداءً مسلمان (کفار کے یک دم حملے کی تاب نہ لاکر) پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ آں حضرت ﷺ نے جب یہ عالم دیکھا تو کفار کی جانب اپنا خچر دوڑایا۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اسے تیز بھاگنے سے روک رہا تھا جب کہ ابوسفیانؓ رسول اللہ ﷺ کی رکاب مبارک کو تھامے ہوئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباسؓ! اصحاب سمرہ کو بلاؤ! چوں کہ حضرت عباسؓ جہیر الصَّوت اور بلند آواز آدمی تھے، حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی پوری آواز سے پکارا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباسؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! جس وقت انہوں نے آواز سنی تو وہ اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے۔ اور وہ ’’یا لبیک یا لبیک ‘‘ کہتے ہوئے آئے۔ اور آتے ہی انہوں نے کافروں سے جنگ شروع کردی۔ انہوں نے انصار کو بھی بلایا اور کہنے لگے: اے انصار کی جماعت! پھر انہوں نے بنوحارث بن خزرج کو بلایا اور کہا: اے بنوحارث بن خزرج! اے بنوحارث بن خزرج!۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوکر ان کی جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جنگ کا تنور گرم ہے۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور انہیں کافروں کے چہرے کی طرف پھینکا۔ پھر فرمایا: محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! یہ شکست کھا گئے۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کہ جنگ بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے ادھر آپ ﷺ نے اچانک کنکریوں کی مٹھی ’’شاھت الوجوہ‘‘ پڑھ کر پھینکی۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ ان کا زور ٹوٹ گیا اور وہ پشت دے کر بھاگنے لگے۔‘‘

یوں تو آں حضرت ﷺ کی شجاعت و بہادری کے بیسیوں واقعات ہیں۔ صرف نمونے کے طور پر یہ چند واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سے آپ ﷺ کی بہادری کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

امر ہشتم ...... آں حضرت ﷺ کا امت کے تمام طبقات سے محبت کرنا

ا...... آپ ﷺ کی انصار سے محبت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’والسّٰبقون الاوّلون من المھٰجرین والانصار و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ و اعدلھم جنّٰت تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم‘‘(التوبہ:١٠٠)۔

(اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے، اور جو ان کے پیرو کار ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے، اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغات کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی)۔

اللہ تعالیٰ کے فرمانِ مبارک کے بعد آں حضرت ﷺ کے فرامین مبارکہ ملاحظہ فرمایئے!

(١): امام نسائیؒ کی سنن کبریٰ میں ہے ’’حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ جو آدمی انصار سے محبت کرے گا اللہ عزوجل اس سے محبت کریں گے، اور جو آدمی انصار سے بغض ونفرت رکھے گا اللہ عزوجلّ اس سے نفرت کریں گے۔‘‘

(٢): صحیح بخاری میں ہے ’’حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی علامت انصار سے محبت رکھنا ہے، اور انصار سے بغض ونفرت نفاق کی علامت ہے۔‘‘

(٣): مسند امام احمدؒ میں ہے ’’حضرت انسؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کو، اور انصار کے بیٹوں اور پوتوں کو، اور ان کی بیویوں کو بخش دے! اور انصار تو میرا معدہ اور میری اوجھڑی ہیں (یا میرا معدہ اور میری گٹھڑی ہیں یعنی میرے محرم راز ہیں)۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کے راستے اور وادی میں چلوں گا۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی میں کا ایک (فرد) آدمی ہوتا۔‘‘

(٤): اسی طرح مسند احمد میں ہے ’’حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! بلاشبہ انصار میرے ایسے خاص محرم راز اور امانت دار ہیں کہ جن کے ہاں میں نے اپنے اہل بیت کو ٹھکانہ دے رکھا ہے اور میں بھی ان کے ہاں رہ رہا ہوں۔ لہٰذا تم ان کے نیکوکاروں کے عذروں کو قبول کرو! اور ان کے خطاکاروں کی لغزشوں سے چشم پوشی کرو، اور انہیں نظرانداز کردو!۔‘‘

٢...... آپ ﷺ کا انصار کے بچوں وعورتوں سے محبت: ’’صحیح بخاری‘‘ میں ہے ’’حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور اچانک (انصار کی) عورتوں وبچوں کو سامنے سے آتا ہوا

دیکھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں غالباً وہ کسی شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے۔ آپ ﷺ ازراہِ شفقت و پیار کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ گواہ ہے تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارے ہو! تین مرتبہ آپ ﷺ نے ایسا فرمایا۔“

۳...... آپ ﷺ کی ضعیفوں و ناتوانوں سے محبت: طبرانی کی ”معجم کبیر“ میں ہے ”حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک کپڑے فروش کے پاس تشریف لے گئے، اس سے چار درہم میں ایک کرتہ خریدا، وہ کُرتہ آپ ﷺ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے تو آگے ایک انصاری صحابی مل گئے، اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! یہ کرتہ مجھے پہنا دیجئے! اللہ تعالیٰ آپ کو جنتی لباس پہنائیں گے! چناں چہ آپ ﷺ نے وہ کُرتہ مبارک اتارا اور اسے پہنا دیا۔ پھر آپ ﷺ دوکان پر تشریف لے گئے، چار درہم کا اور کرتہ اپنے لئے خرید فرمایا۔ دو درہم آپ کے پاس باقی تھے تو راستے میں چلتے چلتے ایک باندی مل گئی اور وہ رو بھی رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے (رونے کا سبب دریافت) فرمایا: کہ کیوں رو رہی ہو؟ اس نے عرض کی: کہ مجھے میرے مالک نے آٹا خریدنے کے لئے دو درہم دے کر بھیجا اور وہ کہیں راستے میں مجھ سے گر گئے ہیں اس لئے (اس پریشانی کے سبب) رو رہی ہوں! آپ ﷺ نے باقی ماندہ دو درہم اس کے حوالے کر دیئے! پھر وہ روتے روتے جانے لگی تو آپ ﷺ نے واپس بلا کر فرمایا: اب کیوں رو رہی ہے جبکہ تجھے دو درہم بھی مل گئے ہیں (اب تو تو خوشی خوشی جا!) عرض کرنے لگی: میں (اپنے مالک اور گھر والوں سے) ڈر کر رو رہی ہوں کہ وہ (دیر سے جانے کی وجہ سے) کہیں مجھے مارنے نہ لگ جائیں اور میری پٹائی نہ شروع کر دیں! چناں چہ آپ ﷺ بہ نفسِ نفیس اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس (کے گھر دستک دے کر اس) کے گھر والوں کو سلام کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی مبارک آواز کو پہچان لیا (اور آہستہ آواز سے سلام کا جواب دیا)۔ آپ ﷺ نے دوبارہ سلام کیا (انہوں نے پھر آہستہ آواز سے سلام کا جواب دیا مگر آپ ﷺ تک جواب نہ پہنچا)۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے سلام فرمایا: تو اب انہوں نے زور سے جواب دیا (کہ کہیں آپ ﷺ ناراض نہ ہو جائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے پہلی مرتبہ میرا سلام نہیں سنا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: جی! بالکل ہم نے سنا تھا! لیکن ہم چاہتے تھے کہ آپ زیادہ سے زیادہ ہمیں سلام کریں (ہماری خواہش تھی کہ ہم آپ سے سلامتی کی دعا زیادہ سے زیادہ حاصل کریں۔ یہ بات نہیں کہ ہم نے آپ کا سلام نہیں سنا اور جواب بھی نہیں دیا قطعاً یہ بات نہیں۔ بس! ہماری تمنا تھی کہ آپ زیادہ سے زیادہ ہمیں سلام کرتے رہیں اور ہم سلامتی کی دعائیں سمیٹ کر جواب دیتے رہیں)۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ کی ذاتِ اقدس تو عظیم الشان ہے

اور بہت ہی نفاست اور پاکیزگی والی ہے اور ہم بے حیثیت:

وہ آئے گھر میں ہمارے یہ خدا کی مہربانی ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا: اس باندی کی وجہ سے آیا ہوں! مجھے اس کے متعلق خوف لاحق تھا کہ کہیں (دیر سے آنے کی وجہ سے) آپ اس کو مارنے نہ لگ جائیں؟ اس کے مالک نے آپ ﷺ کا فرمان مبارک سن کر کہا: آپ تشریف لائے ہیں تو آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے میں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کو آزاد کر دیا۔ آپ رحمۃ للعالمین ﷺ نے خوش ہو کر ان کو جنت کی اور فوز وفلاح کی خوش خبری سنائی۔ اور ان تمام باتوں (جو اس سفر میں پیش آئیں مثلاً: آپ کا کرتہ خریدنا اور انصاری کو پہنانا، اور باندی کے آزاد ہونے) پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور شکر ادا فرمایا۔‘‘

۴...... آپ ﷺ کی نوجوانوں سے محبت، اور ان کی ہدایت پر حرص کرنا: (۱): ’’صحیح بخاری شریف‘‘ میں ہے’’حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (اپنے علاقہ و وطن سے) آئے اور ہم تقریباً سب ہم عمر نوجوان تھے، تو ہم نے بیس دن اور بیس راتیں آپ ﷺ کے پاس قیام کیا۔ اور آپ ﷺ بہت ہی رحم دل اور شفیق ومہربان تھے۔ جب آپ ﷺ نے ہمارے متعلق یہ خیال فرمایا کہ اب ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا ہمیں گھر جانے کا شوق ہے تو آپ ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا: کہ (اپنے وطن میں) اپنے پیچھے کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہو؟ تو ہم نے آپ ﷺ سے بیان کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ! اور انہی میں رہو! اور ان لوگوں کو تعلیم دو! اور اچھی باتوں کا ان کو حکم دو! حضرت مالک بن حویرثؓ نے کچھ اور چیزیں بھی بیان کیں (ان میں سے کچھ راوی کو یاد ہیں یا کہتے ہیں کہ مجھ کو کچھ یاد نہیں)۔ اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہنا۔ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو! وہ امامت کرے۔‘‘

(۲): ’’صحیح بخاری‘‘ اور ’’سنن ابوداؤد‘‘ میں ہے: ’’حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ اس کے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ! وہ اپنے باپ کی طرف (جو پاس بیٹھا ہوا تھا) دیکھنے لگا۔ اس کے باپ نے کہا: ابوالقاسم ﷺ (یہ آپ ﷺ کی مبارک کنیت ہے) کا کہنا مان لے! چناں چہ وہ مسلمان ہو گیا۔ تب آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے: اس اللہ کا شکر! جس نے اسے دوزخ سے بچالیا۔‘‘

فضائل صحابہ کرامؓ از مسلم شریف

مولانا محمد شاہد ندیم

حضرت ابی بن کعبؓ اور جماعت انصار

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں چار آدمیوں نے قرآن مجید کو جمع کیا اور وہ سارے کے سارے انصار میں سے تھے۔ معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور ابوزیدؓ۔ قتادہؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ سے کہا: ابوزید کون تھے انہوں نے فرمایا: میرے چچاؤں میں سے ایک تھے۔ (مسلم شریف ج۲ ص۲۹۴)

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابیؓ سے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے سامنے (سورہ)''لم یکن الذین کفروا'' پڑھوں۔ انہوں نے عرض کیا: (اللہ تعالیٰ نے) کیا میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راوی فرماتے ہیں پھر حضرت ابیؓ (بوجہ خوشی) رو پڑے۔ (مسلم شریف ج ص۲۹۴)

حضرت سعد بن معاذؓ

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جبکہ سعدؓ کا جنازہ رکھا ہوا تھا کہ اس (کی موت) پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی (جھوم کر) حرکت میں آ گیا۔ (مسلم شریف ج۲ ص۲۹۴)

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا ایک جوڑا ہدیہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کر رہے ہو۔ حالاں کہ سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے بھی زیادہ نرم اور بہتر ہیں۔ (مسلم شریف ج ص۲۹۴)

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہؓ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے دن ایک تلوار لے کر فرمایا: مجھ سے یہ تلوار کون لے گا؟ پس صحابہ کرامؓ میں سے ہر انسان نے اپنے ہاتھ کو یہ کہتے ہوئے بلند کیا: میں، میں! آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر کون لیتا ہے؟ تو لوگ پیچھے ہٹے تو حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہؓ نے عرض کیا: میں اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر لیتا ہوں۔ پس انہوں نے یہ تلوار لے لی اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں پھوڑ دیں۔ (مسلم شریف ج۲ ص۲۹۵)

حضرت جابرؓ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عمر بن حرامؓ کے فضائل

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جب غزوہ احد کے دن میرے باپ کو کپڑے سے ڈھکا ہوا لایا گیا۔ اس حالت میں کہ ان کے اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ پس میں نے کپڑا اٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ میں نے پھر کپڑا اٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے دوبارہ منع کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے (خود) کپڑا اٹھا دیا، یا آپ ﷺ کے حکم سے اٹھا دیا گیا۔ پس آپ ﷺ نے ایک رونے والی یا چلّانے والی عورت کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: عمرو کی بیٹی (حضرت عبداللہ کی بہن یا عمرو کی بہن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ حالاں کہ فرشتے برابر اس پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ (جنازہ) اٹھا لیا جائے۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۹۵)

حضرت جلیبیبؓ کے فضائل

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جہاد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مال عطا فرمایا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: کیا تمہیں کوئی ایک غائب معلوم ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فلاں فلاں اور فلاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی گم تو نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: کیا تم میں سے کوئی گم تو نہیں ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو جلیبیبؓ کو غائب پاتا ہوں، اسے تلاش کرو۔ پس انہیں شہداء میں تلاش کیا گیا تو صحابہؓ نے انہیں سات آدمیوں کے پہلو میں پایا جنہیں انہوں نے قتل کیا تھا۔ پھر کافروں نے انہیں شہید کر دیا۔ پس نبی کریم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے پھر فرمایا: اس نے سات کو قتل کیا پھر انہوں نے ان کو شہید کر دیا ہے۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنے دو بازوؤں پر اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کے بازوؤں کے علاوہ کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ پھر ان کے لئے قبر کھودی گئی اور انہیں قبر میں دفن کر دیا گیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۹۵)

قاری محمد فاروق خانیوال کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے رہنما جامعہ مالکیہ خانیوال کے صدر مدرس قاری محمد فاروق کے والد گرامی صوفی غلام محمد ۲۷ رجون ۲۰۲۱ء کو دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے دو جنازے ہوئے، پہلا جنازہ امیر عالمی مجلس خانیوال مولانا عبدالماجد صدیقی نے پڑھایا مولانا عبدالستار گورمانی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ جب کہ دوسرا جنازہ اگلے روز ۲۸ رجون کو آبائی علاقہ میں جامعہ اسلامیہ باب العلوم کے استاذ الحدیث مولانا قاری محمد احمد نے پڑھایا۔

ماہ صفر المظفر ...... اسلامی سال کا دوسرا مہینہ

مولانا محمد عثمان

صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں دوسرا مہینہ ہے۔ ماہِ صفر میں کچھ جاہلانہ رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ اس مہینے کے بارے میں غلط باتوں کو ختم کرنے کے لئے اسے ''صفر المظفر'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح دوسرے مہینوں میں رب کریم کے فضل وکرم کی بارشیں ہوتی ہیں، اسی طرح اس مہینے میں بھی ہوتی ہیں۔ صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عموماً اہل عرب کے گھر خالی رہتے تھے اور وہ لڑائی بھڑائی اور سفر میں چل دیتے تھے، جب مکان خالی ہوجاتے تو عرب کہتے تھے: ''صفر المکان'' مکان خالی ہوگیا۔

صفر کے متعلق قدیم خیالات

قبل از اسلام اہل جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے اور اس میں سفر کرنے کو برا سمجھتے تھے، کیوں کہ دورِ جاہلیت میں ماہِ محرم میں جنگ وقتال کو حرام خیال کیا جاتا تھا اور یہ حرمتِ قتال ماہ صفر تک برقرار رہتی لیکن جب صفر کا مہینہ شروع ہوجاتا تو جنگ وجدال دوبارہ شروع ہوجاتے۔ اس لئے یہ مہینہ منحوس سمجھا جاتا تھا۔ عرب کے لوگ ماہ صفر کے بارے میں عجیب عجیب خیالات رکھتے تھے۔

صفر کے متعلق جدید خیالات

برصغیر کے مسلمانوں کا ایک طبقہ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتا ہے۔ اس مہینے میں توہم پرست لوگ شادی کرنے کو نحوست کا باعث قرار دیتے ہیں۔ فی زمانہ لوگ اس مہینے سے بدشگونی لیتے ہیں اور اس کو خیر وبرکت سے خالی سمجھا جاتا ہے۔ اس میں کسی کام مثلاً کاروبار وغیرہ کی ابتدا نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے۔ اس قسم کے اور بھی کئی کام ہیں جنہیں کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا اعتقاد ہوتا ہے کہ ہر وہ کام جو اس مہینے میں شروع کیا جاتا ہے وہ منحوس یعنی خیر وبرکت سے خالی ہوتا ہے۔ الغرض آج کے اس پڑھے لکھے معاشرے میں بھی عوام الناس ماہِ صفر کے بارے جہالت اور دین سے دوری کے سبب ایسے ایسے توہمات کا شکار ہیں جن کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ اسی قدیم جاہلیت وجہالت کا نتیجہ ہے کہ متعدد صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی عوام الناس میں وہی زمانہ جاہلیت جیسی خرافات موجود ہیں۔ افسوس علم دین سے دوری اور بری صحبت کے سبب لوگ صفر المظفر جسے بابرکت مہینے کو بھی مصیبتوں اور آفتوں کے اترنے کا مہینہ سمجھتے ہیں۔ بالخصوص ابتدائی تیرہ تاریخوں کے بارے میں بہت سی خلاف شریعت باتیں مشہور ہیں۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی تردید

اس مہینے کی بابت لوگوں میں مذکورہ رسومات و بدعات رواج پاچکی ہیں جن کی تردید نبی اکرم ﷺ نے خود فرمائی: فرمایا:’’لا عدویٰ ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر‘‘

﴿(اللہ کی مشیت کے بغیر) کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی لینا جائز ہے، نہ اُلو کی نحوست یا روح کی پکار اور نہ ماہِ صفر کی نحوست۔﴾

اس حدیث میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھنے سے منع کیا گیا ہے، ماہ صفر کو منحوس سمجھنا تطیّر (بدشگونی) کی اقسام میں سے ہے۔ اہل جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے اور کہتے کہ یہ منحوس مہینہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن کے اس نظریے کو باطل قرار دیا۔ بدشگونی یعنی کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شریعت میں سختی سے ممنوع ہے۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:’’الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک‘‘

﴿بدشگونی لینا شرک ہے، بدشگونی لینا شرک ہے، بدشگونی لینا شرک ہے۔﴾

جامع ترمذی کے شارح مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری فرماتے ہیں: آپ کا فرمان کہ ’’بدشگونی شرک ہے‘‘ یعنی لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بدشگونی (کسی چیز کو منحوس سمجھنا) نفع لاتی ہے یا نقصان دور کرتی ہے تو جب انہوں نے اسی اعتقاد کے مطابق عمل کیا تو گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک خفی کا ارتکاب کیا اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور چیز بھی نفع یا نقصان کی مالک ہے تو اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا۔

لہٰذا ماہِ صفر کو منحوس خیال کرنا، نحوست سمجھتے ہوئے اس مہینے میں شادیاں کرنے سے رکے رہنا، اس میں مٹی کے برتن ضائع کردینا، ماہ صفر کے آخری بدھ یعنی چہار شنبہ کو جلوس نکالنا اور بڑی بڑی محفلیں منعقد کرکے خاص قسم کے کھانے اور حلوے تقسیم کرنا اور چوری کی رسم ادا کرنا وغیرہ احادیث مذکورہ کے مطابق مردود اور شرکیہ عمل ہے جس سے ہر صورت میں اجتناب ضروری ہے۔

تمام اوقات اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اپنے اعمال واقع ہوتے ہیں جس وقت میں بندہ مومن اللہ پاک کی اطاعت و بندگی میں مشغول ہو تو وہ وقت مبارک ہوتا ہے۔ درحقیقت اصل نحوست تو گناہوں میں ہے۔ اس لئے دیگر مہینوں کی طرح اسے بھی بابرکت سمجھنا چاہئے۔ گناہوں سے بچتے ہوئے خوب نیک اعمال کرنے چاہئیں۔ اللہ کریم اس کی برکت سے ڈھیروں بھلائیاں نصیب فرمائیں گے۔

انتخاب لا جواب

حافظ محمد انس

اگست اور بہار؟: ایک کافی عمر رسیدہ مگر فیشن ایبل بزرگ، جو اکبر کے بے تکلف دوستوں میں سے تھے، بناؤ سنگار میں مصروف تھے۔ اکبر کو اچانک آتے دیکھا تو شرما گئے۔ مگر اکبر ایسے موقعوں پر کب چوکنے والے تھے۔ مسکرا کر کہنے لگے:

مصروف ہیں حضور کس بندوبست میں — اپریل کی بہار نہ ہوگی اگست میں

(کشت زعفران ص ۸۷)

اکبر کا جعلی استاذ: حضرت اکبر کے مشہور ہو جانے پر بہت سے لوگوں نے ان کی شاگردی کا دعویٰ کردیا۔ حیدر آباد (دکن) کے ایک صاحب کو دور کی سوجھی، انہوں نے خود کو اکبر کا استاد مشہور کردیا۔ اکبر کو جب یہ اطلاع پہنچی تو کہنے لگے: ''ہاں مولوی صاحب کا ارشاد سچ ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے، میرے بچپن میں ایک صاحب الہ آباد میں تھے، وہ مجھے علم سکھاتے تھے اور میں ان کو عقل، مگر دونوں ناکام رہے، نہ صاحب کو عقل آئی اور نہ مجھ کو علم۔''

پیر مغاں: ایک دفعہ مولانا ابوالکلام آزاد کے یہاں باہر لان میں مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ مولانا ظفر علی خان بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں نے پینے کے لئے پانی مانگا۔ نزدیک ہی ایک معمر سفید ریش مالی پودوں کو سینچ رہے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے انہیں پانی لانے کے لئے کہا۔ انہوں نے پانی لاکر مولانا ظفر علی خاں کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر مولانا ابوالکلام آزاد نے مصرع کہا:

لے کر خود پیر مغاں ساغر ومینا آیا

مولانا ظفر علی خاں کہاں چپ رہنے والے تھے، برجستہ شعر مکمل کردیا:

مے کشو! شرم تم کو پھر بھی نہ پینا آیا

(کشت زعفران ص ۹۰)

جوتے کے زور پر: ایک جوتا فروش اکبر الہ آبادی کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت! میں نے جوتوں کی دکان کھولی ہے، اس لئے کوئی شعر ہو جائے تو اکبر نے کہا:

شومیکری کی کھولی ہے ہم نے دکان آج — روٹی کو ہم کمائیں گے جوتوں کے زور سے

(کشت زعفران ص ۸۶)

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

میرے مولیٰ میری مدد فرما!!!! زندگی میں آج اُن پر لکھنے کی باری آئی ہے جنھوں نے لکھنا سکھایا تھا۔نہیں معلوم تھا کہ وقت وہاں بھی لا کھڑا کرے گا کہ جس کا کبھی واہمہ تک نہ گذرا ہو؛اور زندگی کے ایک ایسے حادثے کو بھی لکھنا پڑے گا کہ جس کا کرب والم تعبیر میں لانا ممکن نہیں۔لیکن کائنات کے اس تانے بانے میں لکھنا لکھانا بھی اپنے مرحومین کو یاد رکھنے کا ایک ذریعہ ہے تو سکون دل کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑا:

آئیں گے آپ یاد صدا ہر بہار میں صدیوں رہے گا بزم سخن ور میں تذکرہ

اپنے ذاتی حوادث سے الگ تحفظ ختم نبوت کی خدمات بجالانے کے دوران بھی بے شمار حوادث سے گزرنا پڑا؛ مگر ایسا کبھی نہ ہوا کہ ہمت وحوصلہ نے قلم کا دامن چھوڑ دیا ہو۔ابھی حضرت کے انتقال سے دو ماہ قبل ایک ایسے حادثہ کا شکار ہوا کہ خود اپنی زندگی کی امید جاتی رہی ؛لیکن ان حالات میں بھی جب حضرت کے پاس اپنی روداد غم سنانے بیٹھا تو حضرت کے، پر اعتماد وحوصلہ بخش چند جملوں نے زندگی کے لئے اکسیر کا کام کیا''انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہی فرمانے لگے؛ حوصلہ مت ہارو! میں دعا کرتا ہوں سب ٹھیک ہوجائے گا، اطمینان رکھو! لوگوں پر اس سے بڑے بڑے حادثے آتے ہیں''۔قارئین کرام! یقین مانئے کہ حضرت مخدوم اوراس خادم کے مابین دل کو دل سے جو راہ ہوتی ہے وہ اتنی قوی تھی کہ ان جملوں سے پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی غم کافور ہوتا نظر آیا، آنسو تھم گئے اور زندگی کو حوصلہ ملنے لگا۔لیکن حضرت کی رحلت سے دل دماغ پر جو ایک سکتہ سا طاری ہے وہ دور نہیں ہوتا؛ آج دو ماہ گذرنے کو ہیں لیکن قلم اس لئے چلتا نہیں کہ جنھوں نے اسے چلانا سکھایا؛ نہیں معلوم تھا کہ مجھے ان پر بھی لکھنا پڑے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے حضرت والا کو اپنا قرب اور کروٹ کروٹ چین وسکون نصیب فرمائے، آمین

آنکھیں ہیں اشک بار، قلم سوگوار ہے صدیوں رہیں گی آپ کی یادیں سکون دل

اکتوبر ۱۹۸۶ء میں جب دارالعلوم دیوبند میں پہلا عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت منعقد ہوا تو اپنے ہم جماعت طلباء کے ہمراہ اس ناچیز کو بھی ختم نبوت کے موضوع پر مقالہ لکھنے کا موقع ملا اور وہ مقالہ ہی کسی قدر حضرت قاری صاحبؒ سے متعارف ہونے کا سبب بنا،اور یہ میرے عربی ششم کا سال تھا۔ پھر دورۂ حدیث شریف سے ۱۹۸۹ء میں فراغت کے بعد اپنے اساتذہ؛ بالخصوص حضرت مولانا قمرالدین گورکھپوری

مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمد یوسف تاؤلوی مدظلہ کے مشورے سے راقم نے شعبۂ تحفظ ختم نبوت کو اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا اور حضرت قاری صاحبؒ سے سابقہ شناسائی مزید گہری ہوتی چلی گئی۔ پھر حضرت قاری صاحبؒ کی شفقت اور مثالی انداز تربیت نے بہت جلد اس حد تک اپنا گرویدہ کیا کہ ۱۹۹۰ء میں خود کو تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کرنے کو ہی اپنی زندگی کا حاصل بنالیا۔ جبکہ قابل اعتماد اداروں میں موقوف علیہ تک کی کتابیں تدریس کے لئے مل رہی تھیں، عصری تعلیم میں جانے کے لئے بھی راستے ہموار تھے، بزنس خود اپنے گھر کی تھی، لیکن حضرت قاری صاحبؒ کے واسطے سے تحفظ ختم نبوت کی نت نئی خدمات سے ایک لگاؤ تھا جو کہیں جانے نہیں دیتا تھا اور نہ آج تک کہیں جانے دیا۔

اسی دوران جب میری زبان سے بار بار حضرت قاری صاحب کے تذکرے سن کر بندہ کے والد ماجد (محمد حدیث صاحبؒ) دیوبند ملاقات کے لئے آئے تو حضرت قاری صاحبؒ کی شفقت و محبت بچشم خود دیکھ کر واپسی میں فرمایا کہ اب دیوبند چھوڑ کر تمہیں کہیں نہیں جانا ہے۔ پھر تو خوشیوں کی اس سے بڑی سوغات دنیا میں اور کیا ہوسکتی تھی کہ روحانی مربی کی خواہش کے مطابق والد محترم کی اجازت بھی مل گئی، بلکہ حضرت والد صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اپنا قرب نصیب فرمائے، آمین) دیوبند میں مکان بنانے کی تدابیر میں تعاون بھی فرمانے لگے کیوں کہ بندہ اس وقت شادی شدہ بھی ہوگیا تھا۔

شعبۂ تحفظ ختم نبوت میں طالب علمی کا دور گذرنے کے بعد ۱۹۹۰ء میں جب عارضی تقرر ہوا تو یہ سب کچھ حضرت قاری صاحبؒ کی شفقت و محبت کا نتیجہ تھا، خادم کو مجلس سے متعلق مفوضہ امور بجالانے کے سوا دارالعلوم میں تقرر کے نشیب و فراز کو جاننے یا معلوم کرنے سے بھی سروکار صرف اور صرف اس لئے نہ تھا کہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے ملی معمولی سی سہی؛ علم کی بدولت یا حضرت قاری صاحب کی شفقت پدری کے سبب؛ اتنی عقل تو آ گئی تھی کہ:

تو بندگی چوں گدیاں بشرط مزدہ مکن — کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

حالت یہ تھی کہ اب دارالعلوم دیوبند کا بندہ ملازم ہوگیا تھا لیکن ہمت اتنی نہ تھی کہ تنخواہ کے سارے پیسے اپنے پاس رکھ لیتا۔ تنخواہ ملتے ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر جمع کردیتا اور حسب ضرورت خرچ کے لئے لیتا رہتا۔ حضرت نے معاملات میں لین دین کی جو مثالی، بلکہ عدیم النظیر تربیت فرمائی، واقعی شریعت اور اسلامی تصوف کا وہ نادر نمونہ ہے جو بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس زمانے میں دس اور پانچ پیسے کی اہمیت گھٹتی جارہی تھی اور باہمی ربط باپ بیٹے جیسا ہو تو اس کی حیثیت اور بھی کچھ نہیں رہ جاتی؛ لیکن حضرت جب پیسے دیتے تو اس کو بھی باضابطہ لکھتے اور لکھواتے اور پھر ادا بھی کرتے اور کھلے پیسے برقت نہ ہوئے تو کچھ بولے

بغیر اٹھ کر گھر میں جاتے اور وہ پانچ پیسے لے کر آتے اور فرماتے ''اس کو رکھو'' انداز میں اگر شفقت ہوتی اجنبیت بھی اس غضب کی ہوتی تھی کہ لینے سے انکار کرنے کی ہمت ہی نہ ہو سکتی تھی۔ جب کچھ زیادہ بے تکلفی ہوئی تو سفر میں بسا اوقات بندہ بول پڑتا کہ حضرت اس کی ضرورت نہیں۔ ایک دو دفعہ سننے کے بعد فرصت میں جب بھاری بھرکم انداز میں تنبیہ فرمائی تو عقل کھلی کہ لوگ تعلقات میں شریعت کا مذاق بناتے ہیں جب کہ پائی پائی کا حساب لکھنا اور صرف لکھنا ہی نہیں، بلکہ اس کے مطابق ادا کرنا اور پوری زندگی کو اس کے مطابق بنانا عین شریعت ہے۔ ایک پیسے کی حیثیت ادائیگی میں وہی ہے جو ایک لاکھ کی ہے۔ ادائیگی کے لئے مقررہ وقت کو بھی حضرت اتنی ہی اہمیت دیتے تھے یہاں تک کہ اگر دفتر سے فروخت شدہ کتب کی رقم شام تک مدرسہ میں جمع نہ ہوتی تو سخت تنبیہ فرماتے کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر مت کرو۔ یہ عمل دیکھنے میں اگرچہ معمولی سا لگتا ہے لیکن حضرت اس کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ اب یہ عمل اس خادم کی زندگی کا معمول بن گیا۔

قارئین کرام! مجھے اس وقت یہ احساس شدت کے ساتھ ستا رہا ہے کہ بعض لوگ میری تحریر کو پڑھ اُکتا رہے ہوں گے اور بے لذت کی راگنی سمجھ کر مجھے یا اس مضمون کے ناشر کو کوسنا بھی شروع کر دیں گے؛ لیکن یاد رہے کہ ایسوں کے لئے میں نے یہ لکھنا شروع نہیں کیا ہے؛ یہ تو حقیقت پر مبنی وہ آپ بیتی ہے جو ۱۹۹۰ء سے لے کر مئی ۲۰۲۱ء تک آنکھوں سے دیکھا اور عمل میں برتا ہے، اس میں لفاظی کے ذریعہ چاشنی پیدا کرنے کے لئے تصنع بھرے حکایات و واقعات کہاں سے لایا جا سکتا ہے۔ اور معاف کیجئے گا جس نے قلم پکڑنا سکھایا ہے وہ اس منحوس فن سے کوسوں ہی نہیں بلکہ لاکھوں میل دور تھا، تو مجھ سے اس کی توقع فضول ہوگی۔ ہمارے حضرت جس طرح پائی پائی کا حساب لینا اور دینا سکھا کے ہی نہیں بلکہ ۳۲ سال تک مشق کرا کے گئے ہیں اسی طرح الفاظ کے استعمال میں احتیاط اور خواہ مخواہ حکایت آرائی سے اجتناب میں بھی عملی طور پر شریعت کا سبق سکھا، پڑھا گئے ہیں۔ بے محل اور بے جا القابات بلکہ اگر کسی غیر مستحق کے بارے میں لفظ ''حضرت'' لکھ دیا جاتا تو اس پر تنبیہ فرماتے اور جہاں چھوٹ جاتا تو اس پر تنبیہ فرماتے۔ کسی سے سخت سے سخت اختلاف کے دنوں میں بھی ایسے الفاظ استعمال کبھی نہیں کرتے تھے کہ فریق مخالف سے معافی مانگنی پڑے یا اپنی عاقبت خراب ہو۔ بہرحال موضوع پر آیئے اور باہمی معاملات کو اس واقعہ کے تناظر میں دیکھئے۔

دستر خوان پر جب بیٹھتے تو کھانے میں یا مشروب میں کوئی چیز خاص آپ کے لئے آتی تو اس خادم کے لئے بھی اسی مقدار میں آتی، حتی کہ افطار میں یا سحر میں دودھ میں پسا ہوا بادام ایک کپ آپ کے لئے آتا تو اس خادم کے لئے بھی اتنا ہی آتا تھا۔ اگر اور کوئی مہمان شریک ہوتا تو اس کے لئے بھی یہی نظم ہوتا تھا۔ پورے رمضان سحری میں حضرت کے ساتھ اس طرح شریک رہتا کہ اپنا گھر بھول جایا کرتا تھا۔ رمضان کا

مہینہ، سحری کا تنگ وقت، بیٹھنے کی جگہ نہیں، چڑھتے ہوئے زینے کی آخری چوکی پر بیٹھ کر خادم و مخدوم سحری کھاتے، امی جان (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور تاحین حیات سکون و عافیت عطا فرمائے، آمین) جلدی جلدی گھر میں سے گرم گرم روٹی، چائے بادام اور دودھ سے لبریز پیالی وغیرہ تیار کرتیں اور حضرت خود ہی اٹھ اٹھ کر دستر خوان پر رکھتے۔ یہ تھی اس خادم کے ساتھ شفقت و محبت لیکن معاملات میں ایسی اجنبیت ٹپکتی کہ دس پانچ پیسے بھی ادا کرتے اور اس کو باضابطہ لکھواتے تھے۔

۱۹۹۳ء کے اوائل میں کسی وجہ سے بندہ دارالعلوم سے مستعفی ہوگیا۔ حضرت نے بذریعہ خط پوچھا کہ عہدے سے استعفیٰ دیا ہے یا کام سے بھی؟ بندہ نے وضاحت کردی کہ صرف عہدے سے استعفیٰ ہے کام سے نہیں۔ تو فرمایا کہ رمضان کی تعطیل یہاں دیوبند میں گذارنے کا معمول بناؤ اور جس مدرسے میں ملازم ہو وہاں تدریسی مصروفیات سے جو بھی وقت بچے اس کو تحفظ ختم نبوت کے کام میں لگاؤ، تاکہ کام چلتا رہے۔ چنانچہ ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۵ء تین سال تک مسلسل یہی معمول رہا کہ رمضان کے پہلے عشرے میں دیوبند حاضر ہوجاتا اور رمضان کے معمولات کے علاوہ تمام اوقات دفتر تحفظ ختم نبوت میں صرف ہوا کرتے تھے، حضرت قاری صاحبؒ ان دنوں کا باضابطہ الاؤنس ادا کرتے اور اس کو بھی لکھواتے۔ ان میں سے بہت سی تحریریں ابھی راقم کے پاس محفوظ ہیں۔

پھر ۱۹۹۶ء میں جب دوبارہ تقرر ہوا تو تحفظ ختم نبوت کے شعبے میں تدریسی نظام میں مصروفیت کے ساتھ ملک میں تحفظ ختم نبوت سے وابستہ اسفار کے سلسلے بھی بڑھتے چلے گئے۔ تجربہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ ٹرین کے سفر میں بھوک بھی زیادہ لگتی ہے اور نیند بھی زیادہ آتی ہے،۔ حضرتؒ بیشتر اوقات مجھ ناچیز خادم کی رعایت میں کھانے پینے کے سامان خریدتے اور معمولی سا استعمال کر کے سب میرے حوالے کردیتے، بندہ ٹرین میں خوب کھاتا اور نیند بھر سوتا، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب پلیٹ فارم آجاتا اور سامان کھڑکی کے پاس لگالیتے اس وقت مجھے نیند سے جگاتے تھے۔ بربنائے شفقت سفر میں خود کو مخدوم اور اس خادم کو خادم سمجھنے کا مزاج ہی نہیں رکھتے تھے۔ مجھے خوب اچھی طرح سے یاد ہے کہ دیوبند سے دہلی کے لئے صبح ۶ بجے ایک اسپیشل بس چلا کرتی تھی جو جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر سے بہت قریب ایک بڑی بلڈنگ کے پاس تک جاتی تھی، جب اس بس سے سفر ہوتا تو دہلی اتر کر کتابوں کا بنڈل اپنے کندھے پر رکھتے اور مجھے اپنا بیگ سامان وغیرہ جو عموماً ہلکا ہوتا تھما دیتے تھے۔ یا ایک بنڈل میرے اوپر لادتے تو دوسرا بنڈل خود اپنے کندھے پر بھی رکھ لیتے، میں بارہا پیش کش کرتا کہ ابھی ایک بنڈل رکھ کر چند منٹ میں واپس دوسرا لے جاؤں گا مگر وہ کبھی اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ بلکہ جب موقع ملتا تو اس پر تشجیع فرماتے کہ کتابیں اگرچہ بوجھ ہوتی ہیں اور بعض لوگ ناگوار بھی

محسوس کرتے ہیں مگر تم ثواب کی نیت سے ضرور اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ کتابیں رکھا کرو، نہ معلوم کس کو تمہارے ذریعے سے وہاں پہنچنے والی کتاب سے ہدایت مل جائے۔کبھی کبھی مثال میں حضرت مولانا سید ارشاد احمدؒ سابق مبلغ دارالعلوم دیوبند اور دیگر علماء کے حوالے دیتے کہ یہ لوگ اتنے بڑے بڑے عالم گذرے ہیں پھر بھی موضوع اور مقصد سے متعلق کچھ نہ کچھ کتابیں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے اور ضرورت مندوں کو فروخت کردیا کرتے تھے۔اگر بھاگلپور، پٹنہ وغیرہ کا سفر ہوتا یا وہاں سے ٹرین گذر رہی ہوتی تو پھر تو رفقائے سفر کی خوشیاں دوبالا ہوجاتی تھیں، کیوں کہ کہیں مولانا محمد قاسم صاحب مرحومؒ سبل پور والے، اور کہیں دگھی کے حاجی صاحب اور کہیں حافظ محمد صالح مرحوم اور کہیں مولانا قمر مدرسہ شاہ جنگی وغیرہ، حضرت سے ملنے آتے تو چاہے رات کے بارہ بج رہے ہوں بہت کچھ کھانے پینے کا سامان ساتھ لاتے اور حضرت کو اس سے بس اتنی سی دلچسپی ہوتی تھی کہ ہم خدام سیر ہوکر کھائیں؛ بلکہ ہم خدام ہی کے لئے منگواتے اور خود معمولی سا چکھ لیا کرتے اور بس۔کبھی کبھی تو مغل سرائے، بکسر وغیرہ اسٹیشن آتے ہی تفریحاً مسکراتے ہوئے فرماتے: اب مت سونا، پٹنہ آنے والا ہے، یا بھاگلپور قریب ہے۔اور یہ مرحومین بھی (اللہ ان کی قبروں کو منور کرے آمین) خدا معلوم اب کس دنیا میں جا بسے؛ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا تحفظ ختم نبوت کے وفد کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہوں؛ بس جہاں اطلاع ملی؛ قسم قسم کے کھانے تیار کر کے ٹرین میں پہنچا نا ان کے لئے عید کا سماں پیدا کرتا تھا۔

قارئین کرام! حضرت کی شفقت ومحبت کے یہ چند نمونے راقم سطور نے پیش کئے جو شروع سے اخیر تک اس خادم کے ساتھ رہے۔بقیہ حضرتؒ کی زندگی جن جن صفات حسنہ کی حامل تھی اس کی روئداد لکھنا مقصد نہیں، اس پر اور لوگ قلم اٹھائیں گے۔البتہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات سے وابستہ زندگی کی تاریخ پر ان شاءاللہ ضرور قلم اٹھانے کا ارادہ ہے اور بتوفیق اللہ اس کا ایک بڑا حصہ جو دارالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ اخبار ''آئینۂ دارالعلوم'' میں مطبوعہ ہے اس کو راقم سطور نے حضرت کی زندگی میں ہی مرتب بھی کردیا ہے جو دو ہزار صفحات پر مشتمل چار جلدوں میں ہے۔کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی یہ علمی، قلمی و زریں تاریخ حضرت کی زندگی میں طبع ہونے سے رہ گئی، امید ہے کہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی حسب ہدایت جلد ہی منظر عام پر آجائے گی۔اور انشاءاللہ کوشش ہوگی کہ اس تاریخ سے متعلق جو حصہ ''آئینۂ دار العلوم میں'' طبع ہونے سے رہ گیا ہے وہ بھی قارئین ومتعلقین کے استفادہ کے لئے منظر عام پر آجائے۔

بہر حال حضرت کی زیر نگرانی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت میں ۳۱ سالہ زندگی کو چند صفحات میں لانا میرے لئے تو بہر حال مشکل ہے، وقت نے وفا کی تو آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ ان شاءاللہ اس لئے لکھتا رہوں گا کہ اپنے بڑوں کی یہ پاکیزہ عملی زندگی شاید اپنے لئے عمل کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا اللہ وسایا

ایبٹ آباد کے گاؤں ’’کوکل‘‘ کے رہائشی جناب محترم اسکندر خان کے ہاں ۱۹۳۵ء میں صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام عبدالرزاق تجویز ہوا۔ یہی صاحبزادہ آگے چل کر عالم اسلام کے درخشندہ ستارہ کے طور پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے نام پر نامور ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم اور میٹرک تک سکول کی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ ہری پور کے مدارس دارالعلوم چوہڑ شریف اور احمد المدارس سکندر پور میں ابتدائی درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دارالعلوم نانک واڑہ کراچی جو پاکستان کے پہلے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی نے قائم کیا تھا، میں داخلہ لیا۔ حضرت مفتی صاحب، حضرت مفتی ولی حسن، مولانا محمد ادریس میرٹھی، مولانا بدیع الزمان، مولانا سبحان محمود ایسے اساتذہ سے درجہ رابعہ سے درجہ سادسہ تک تعلیم حاصل کی۔ مشکوٰۃ شریف اور دورہ حدیث شریف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن (جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) سے کیا۔ یوں جامعۃ العلوم کے اوّلین فضلاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ازہر مصر میں چار چار سال پڑھتے رہے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی بھی مصر جامعہ ازہر سے کیا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے بعد اور جامعہ ازہر میں داخلہ سے قبل کئی سال آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری اپنے استاذ محترم کی نگرانی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۷ء میں مصر سے فراغت کے بعد پھر دوبارہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں پڑھانا شروع کیا اور تادم واپسیں ادھر ادھر بھول کر بھی نہیں دیکھا۔

کراچی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا اعجاز مصطفیٰ کی روایت ہے کہ پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے بعد سرکاری ملازمت کے لئے والد گرامی نے کہا، درخواست یا انٹرویو کا مرحلہ تھا کہ ایک دن صبح کو گھر پر آگ جل رہی تھی، آگ سینک رہے تھے تو سندوں کو بھی لکڑیوں کے ساتھ جھونک دیا اور پھر فرماتے تھے بہت اچھا ہوا کہ اس سے سرکاری ملازمت کا خیال بھی جاتا رہا۔ شیخ الاسلام حضرت بنوری پر آپ دل وجان سے ایسے فدا تھے کہ آپ کو ایسے استاذ کے سفر وحضر میں ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ قادیانیوں کے متعلق جس وقت تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی، قادیانیوں کے محضر نامہ کے جواب میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے موقف ملت اسلامیہ نامی کتاب قومی اسمبلی میں ہر ممبر کو مہیا کی گئی، جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود نے مرزا

ناصر کے محضر نامے کے جواب میں قومی اسمبلی میں پڑھا۔ جس کے سبب امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ ہمیشہ کی طرح کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔

تحریک کے فوراً بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے افریقی ممالک کا تفصیلی دورہ کرنا تھا تو اس کتاب کے اردو سے عربی میں ترجمہ کی سعادت بھی مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی اور افریقی اور عرب ممالک کے دورہ میں حضرت بنوری کی ہمراہی کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا۔ اس طویل تبلیغی ودعوتی دورہ سے واپسی پر دورہ کی مکمل رپورٹ حضرت ڈاکٹر صاحب نے مرتب کی۔ جو بیّنات کے شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری نمبر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت بنوری کے وصال کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ رہے۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو خواجہ صاحب مستقل امیر منتخب ہوئے۔ ۱۷؍جنوری ۱۹۷۸ء کو خانقاہ سراجیہ کے ایک اجلاس میں حضرت مولانا تاج محمود، حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، سردار میر عالم خان لغاری کی مشاورت سے مجلس منتظمہ اور مجلس شوریٰ کی تشکیل کی تو اس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق کو بھی شوریٰ کا ممبر منتخب کیا۔

۱۹؍فروری ۱۹۷۸ء کے شوریٰ کے اجلاس میں شعبہ نشرواشاعت کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے سربراہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مقرر ہوئے۔ اس کے ممبران میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالرحیم اشعر اور مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق شامل تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے نائب امیر قریباً تیس سال حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رہے۔ حضرت شیخ الاسلام بنوری کے عہد میں مجلس کے نائب امیر مولانا خواجہ خان محمد رہے۔ حضرت خواجہ خان محمد کے امارت کے دور اوّل میں نائب امیر پھر مولانا محمد عبداللہ رائے پوری منتخب ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے دوسرے دور امارت میں نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن منتخب ہوئے۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر منتخب ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی منتخب ہوئے۔ حضرت سید نفیس الحسینی کے وصال کے بعد کے اجلاس شوریٰ مئی ۲۰۰۸ء کو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق مجلس کے نائب امیر منتخب ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد نے یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت بنوری کے حکم پر مجھے نائب امیر بنایا گیا تھا۔ آج مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق کے نائب امیر بننے کے بعد وہ امانت ہم نے واپس حضرت بنوری کے گھر لوٹا دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔

جامعۃ العلوم اسلامیہ کے بانی ومہتمم حضرت شیخ بنوری تھے، ان کے بعد علی الترتیب مولانا مفتی احمد

الرحمٰن، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اوران کی شہادت کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق ؒ جامعہ کے چوتھے مہتمم مقرر ہوئے۔ اس طرح شیخ المحدثین مولانا سلیم اللہ کے بعد وفاق المدارس کے صدر بھی مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بنے۔

۹رمئی ۲۰۱۰ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد کا وصال ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالرزاق نے کچھ دن قائم مقام امیر کے فرائض سرانجام دیئے۔ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مستقل امیر مرکزیہ کے چناؤ کے لئے ۳۰رمئی ۲۰۱۰ء کو مجلس شوریٰ کا ملتان میں اجلاس طلب کیا گیا۔ اس کے دعوت نامہ کے ساتھ مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس میں کئے گئے فیصلہ کے ساتھ اپنی سفارش ارسال کی کہ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں کسی رکن شوریٰ کی شرکت کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو اپنی تحریری رائے سے بھی مطلع کر سکتے ہیں اور منتظمہ کی سفارش ہے کہ اگر مناسب سمجھا جائے تو آئندہ سہ سال کے لئے امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی کو منتخب کر لیا جائے۔ اس موقعہ پر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی ذات گرامی کی کریم النفسی کو خراج تحسین پیش کئے بغیر چارہ نہیں کہ سب سے زیادہ تحسین اور بھرپور تائید اس تجویز کی (مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ ہوں) حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمائی۔ حالانکہ آپ خود نائب امیر تھے اور اس وقت قائم مقام امیر بھی اور خود بھی اعلیٰ صفات میں کسی سے کم نہ تھے۔ لیکن بے نفسی اور خلوص کا عالم یہ کہ اپنی بجائے وہ حضرت مولانا لدھیانوی صاحب کو امیر بنانے کے مجوز بلکہ سب سے بڑے داعی بن گئے۔ اکثر اراکین شوریٰ نے دعوت نامہ ملنے کے جواب کے ساتھ اس تجویز سے بھی اتفاق کیا۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت ڈاکٹر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، اور یوں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی متفقہ طور پر امیر مرکزیہ منتخب ہوگئے۔ یہاں پر تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں کہ مجلس کے یوم تاسیس سے لے کر آج کے اجلاس تک یہ روایت رہی ہے کہ مجلس کے امیر کا چناؤ بغیر مقابلہ کے متفقہ طور پر ہوا، اور یہ کہ جسے امیر بنایا گیا ایک ذرہ برابر ان کی خواہش نہ تھی کہ مجھے امیر بنایا جائے۔ بلکہ شوریٰ نے متفقہ فیصلہ کر کے ان سے استدعا کی اور انہوں نے رفقاء کرام کی رائے کو تسلیم کر لیا۔ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی کہ یکم رفروری ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا وصال ہوا تو پھر بھی قائم مقام امیر مرکزیہ حضرت ڈاکٹر صاحب ہی قرار پائے۔

امیر مرکزیہ کے مستقل چناؤ کے لئے ۸رفروری ۲۰۱۵ء کو ملتان میں شوریٰ کا اجلاس رکھا گیا۔ اب بھی منتظمہ نے اپنا اجلاس منعقد کر کے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق کو امیر مرکزیہ بنانے کی شوریٰ کے سامنے تجویز رکھنے کی قرارداد منظور کی۔ شوریٰ کے اجلاس سے ایک روز قبل ڈاکٹر صاحب ملتان تشریف لائے

اور قیام دفتر وفاق المدارس میں کیا۔ پوری منتظمہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے درخواست کی کہ آپ کا نام امیر مرکزیہ کے لئے ہم نے تجویز کیا ہے۔ اس پر اتنے تکرار واصرار کے ساتھ عزم بالجزم سے آپ نے انکار کیا کہ سب ہی ششدر رہ گئے اور فقیر راقم کو یہ اعزاز بخشا کہ آپ نے فرمایا کہ اب آپ کو امیر مرکزیہ ہونا چاہئے۔ فقیر نے آپ کے پاؤں پکڑ لئے کہ حضرت میں تو آپ کا غلام بے دام ہوں ہی۔ لیکن مجلس کے امیر مرکزیہ کے لئے جو اعلیٰ معیار بزرگوں نے قائم کیا ہے اس پر سوائے آپ کے اور کوئی فٹ نہیں آرہے۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ اس پر وہی عاجزی وانکساری رہی اور گریہ وزاری تو اس ماحول میں صاحبزادہ عزیز احمد نے پتہ کی بات کہی کہ جب آپ کو مجلس کا نائب امیر بنایا گیا تھا تو اس وقت میرے والد گرامی حضرت خواجہ خان محمد نے فرمایا کہ ختم نبوت جماعت کی نائب امارت کی امانت حضرت بنوری سے مجھے ملی تھی۔ مجھے اطمینان ہے کہ وہ امانت میں نے آج اسی گھر کو لوٹا دی تو آپ کو اب امیر مرکزیہ بنانے کی ہماری تجویز نہیں یہ تو دراصل مولانا خواجہ خان محمد کی ہے۔ اس پر آپ خاموش ہوگئے۔ ہم اجازت لے کر واپس آگئے اور یہی سمجھے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب راضی ہوگئے ہیں لیکن اگلے دن جب آپ کی صدارت میں اجلاس شروع ہوا اور آپ کی امارت کے لئے متفقہ نام پیش کیا گیا تو آپ پھر بلبلا کر بچوں کی طرح زاروزار رونے لگے کہ میں اس بوجھ کا متحمل نہیں۔ اب ہم پر منکشف ہوا کہ رات جو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی تھی وہ رضا نہ تھی بلکہ حضرت خواجہ خان محمد کا نام آجانے پر آپ احترام کے مارے خاموش ہوگئے تھے۔

اب پھر پوری شوریٰ نے بہت ہی اصرار سے درخواست کی تو روتے روتے ہچکی بندھی رہی۔ کافی دیر کے بعد پورے اجلاس سے ارشاد فرمایا کہ آپ اگر اس پر مصر ہیں تو پھر آپ میرے لئے دعاگو بھی رہیں اور معاون بھی۔ تب کہیں جا کر آپ نے اس منصب کو قبول کیا۔

آپ کی وفات وتدفین کے بعد کراچی دفتر میں اسی بات کا تذکرہ چل نکلا تو کراچی میں مجلس کے مبلغ مولانا عادل غنی جو رحیم یار خان کے رہائشی ہیں اور کراچی گرین ٹاؤن میں مجلس کی مسجد ومرکز کے نگران ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال میں کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں دورہ حدیث شریف کا طالب علم تھا۔ ملتان مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ڈاکٹر صاحب کو امیر منتخب کیا گیا۔ اگلے روز آپ بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو سبق کے اختتام پر کسی طالب علم نے پرچی بھیج کر مبارک باد دی کہ آپ مجلس کے امیر منتخب ہوگئے ہیں۔ یہ پرچی پڑھتے ہی پھر ڈاکٹر صاحب پر گریہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور زاروقطار رونا شروع کردیا۔ پوری کلاس سراسیمہ ہوگئی کہ یہ کیا ہوا۔ بہت دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو

فرمایا کہ میں تو اس قابل نہ تھا۔ بہت انکار کیا مگر پوری شوریٰ نے یہ ذمہ داری سر ڈال دی ہے۔ اب آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس منصب کی لاج رکھنے کی توفیق سے سرفراز فرمائیں۔

بات طویل ہو رہی ہے لیکن واقعات کا تسلسل ہے کہ قرار نہیں لینے دے رہا۔ آگے چل کر آپ کی طبیعت کمزور ہوگئی تو ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر نے فرمایا کہ شوریٰ کا سالانہ اجلاس کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں رکھ لیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے اب ملتان کے سفر کا تحمل نہیں۔ چنانچہ ان کی رائے کے احترام میں اجلاس کراچی میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس اجلاس میں بھی پھر عذر کیا کہ میری طبیعت اب متحمل نہیں۔ آپ حضرات متبادل نظم کر لیں۔ تمام شوریٰ نے درخواست کی کہ آپ کے صاحبزادہ ہمارے قافلہ میں آپ کی جگہ فعال رہیں اور امارت حسب سابق چلتی رہی تو پھر اس پر سبھی حضرات نے آپ کو منوا لیا۔ مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ انکساری وتواضع کا چلتا پھرتا آپ علم اور نشان تھے اور یوں اس کے صدقہ میں حق تعالیٰ نے آپ کو اس حدیث شریف کا اس زمانے میں مصداق اتم بنا دیا کہ من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ! آپ جتنے جھکتے گئے۔ قدرت حق آپ کو اتنا بالا کرتی گئی۔

یقین فرمایئے کہ اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری کی نسبتیں آپ میں کس طرح منتقل ہوگئی تھیں۔ وفات کے وقت حضرت بنوریؒ:

۱...... جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم تھے۔

۱...... جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث تھے۔

۳...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر تھے۔

۴...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے۔

اور ہمارے ممدوح حضرت ڈاکٹر صاحب بھی وصال کے وقت ان چاروں مناسب کے صدر نشین تھے۔ قدرت کے کرم کا مظہر دیکھئے کہ ذی قعدہ میں حضرت بنوری کا وصال ہوا۔ ذی قعدہ میں ہی حضرت ڈاکٹر صاحب کا وصال ہوا، اور ایک ساتھ ہی اپنے استاذ کے بائیں جانب قبلہ کی طرف آپ کی تدفین ہوئی۔ سچ ہے: منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری! حق تعالیٰ آپ کی تربت کو اپنی رحمتوں سے تاابد شرابور وتابندہ رکھے۔ عمر کے اعتبار سے طبعی کمزوری تو تھی ہی۔ تاہم اپنے معمولات کو جاری رکھا۔ آخری دنوں بخار ہوا۔ ہسپتال لائے گئے۔ علاج ہوتا رہا۔ طبیعت پر مدوجزر کی کیفیت رہی۔ ۱۹/ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ، ۳۰/جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ سوا ایک بجے دن حق تعالیٰ شانہ کے حضور چل دیئے۔ اسی دن آپ کا جنازہ ہوا۔ اور یوں چھیاسی سالہ آپ کی درخشاں وتابندہ زندگی کا دور مکمل ہوگیا۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کے دونوں صاحبزادگان کو عمر نوح نصیب کرے۔ دونوں عالم دین، دونوں عربی، اردو، انگریزی اور پشتو پر عبور رکھتے ہیں۔ دونوں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ دونوں نور علیٰ نور کا مصداق، دونوں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کے پورے خاندان، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، وفاق المدارس، تنظیمات مدارس عربیہ، اقراء روضۃ الاطفال، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بعد ہزارہا شاگردو متوسلین کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائے۔ سب کی اللہ تعالیٰ حفاظت وتکفل فرمائیں۔ یہ سب آپ کے لئے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ بنیں۔

فقیر راقم کو حضرت بنوری کی امارت کے دور سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر سے نیاز مندی کا شرف حاصل ہوا۔ برطانیہ کے متعدد اسفار میں ساتھ رہا۔ سری لنکا کا ایک سفر آپ کی سربراہی میں ہوا۔ ملتان میں آپ کی بارہا تشریف آوری، اجلاسوں میں یکجا تھے۔ چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت ایک بار ملتان میں ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر جمعہ کا دن تجویز ہوا۔ جمعہ سے قبل حضرت مفتی نظام الدین شامزئی نے خطاب فرمایا۔ جمعہ کا خطبہ اور امامت حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب نے فرمائی اور یہ ترتیب حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خاں مرحوم نے قائم کی تھی۔ خدالگتی عرض کرتا ہوں۔ آج بھی جب اس خطبہ وامامت کی رس بھری تلاوت کی یاد آتی ہے تو دفتر کے درودیوار جھومتے نظر آتے ہیں۔ ایسا خوبصورت ماحول بنا کہ ایک روحانی کیفیت وسرور قائم ہوگیا۔ اور ہر شخص کی زبان پر سبحان اللہ کا ورد آنے لگا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر کئی کتابوں کے عربی میں تراجم کئے۔ کراچی کی ایک اسلامی ممالک کی کانفرنس کے موقعہ پر حضرۃ الامیر مولانا خواجہ خان محمد ؒ کی طرف سے جامع رسالہ عربی میں لکھ کر دنیا بھر کے اسلامی ممالک کو قادیانیت کے کفر کی سنگینی سے باخبر کیا۔

اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی بیماری میں جب آپ کو ہسپتال داخل کیا گیا ان دنوں فقیر سندھ کے تبلیغی سفر پر تھا۔ فراغت کی بعد کراچی حاضری ہوئی ہسپتال گئے۔ آپ کے خدام اور دیکھ بھال کرنے والے حضرات سے آپ کی صحت کی تفصیلات کا علم ہوا ہسپتال میں آپ سے ملاقات پر ڈاکٹروں نے پابندی لگا رکھی تھی۔ کراچی کا تبلیغی دورہ شروع ہوگیا۔ اس دوران ایک دوبار ہسپتال حاضری ہوئی۔

۳۰ جون ۲۰۲۱ء شام کو پنجاب واپسی تھی۔ صبح ۱۲ بجے تک کے دو پروگرام مدارس میں بیانات وغیرہ سے فراغت پر پھر ہسپتال کا رخ کیا۔ ایک بجے کے بعد کا وقت تھا۔ فقیر کی گاڑی جاکر رکی۔ تو دیکھا سامنے تمام حضرات مغموم نظر آرہے ہیں۔ ابھی کچھ طبیعت فیصلہ نہ کرپائی تھی کہ کیا ہوا۔ اتنے میں جامعہ کے ایک قاری صاحب نے آکر فقیر کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور اترنے کے لئے فقیر کا ہاتھ تھاما۔ اور ساتھ ہی روتے

ہوئے گویا ہوئے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا ابھی چند منٹ قبل انتقال ہوگیا ہے اور آپ پہلے آدمی ہیں جو وصال کے بعد اوّل میں آئے ہیں۔ حضرت مخدوم زادہ مولانا سید سلمان بنوری، حضرت مولانا امداداللہ، مولانا ڈاکٹر یوسف اسکندر اور بھی بہت سارے حضرات موجود تھے۔ جو علالت کی تشویش ناک خبر پاکر پہلے سے موجود تھے۔ سب حضرات کے چہرے افسردہ سب سراپا حیرت واستعجاب سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر رواں۔ یااللہ! چند ساعات میں کیا سے کیا ہوگیا۔

جو حضرات وفات کا سن کر ہسپتال کے اندر گئے تھے وہ واپس آئے۔ پتہ چلا ڈاکٹر صاحبان روانگی کی تیاری کرا رہے ہیں۔ اتنے میں جامعہ کی ایمبولنس بھی آگئی۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جامعہ کا قدیم دارالحدیث آپ کے جسد خاکی کو زیارت کے لئے رکھنے کی خاطر خالی کرالیا گیا۔ برف کے بلاک اور چارپائی تیار ہے۔ مولانا یوسف سعید سکندر مسجد میں نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے۔ اتنے میں ہسپتال کے عملہ نے آپ کے جسد خاکی کو سٹریچر پر لاکر ایمبولنس میں رکھا۔ چند حضرات جو ساتھ جاسکتے تھے ایمبولنس میں بیٹھے۔ باقی موجود گاڑیوں کا قافلہ اس کے پیچھے چلا۔ جامعہ کے دروازہ پر آہوں سسکیوں کے ماحول میں جامعہ کے طلباء سراپا مغموم کیفیت سے دوچار تھے۔ کیا کیا عرض کیا جائے کہ کیا سے کیا ہوگیا۔ اس کے آگے کا حال حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بہت خوبصورت انداز میں سپرد قلم کیا ہے جو یہ ہے:

’’حضرت ڈاکٹر صاحب ہزاروں علماء صلحاء طلباء وطالبات اور لاکھوں عقیدت مندوں خصوصاً جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وطلباء وطالبات اور عملہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین، مبلغین، کارکنان اور رضا کاران، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ ہزاروں مدارس کے اساتذہ وطلباء اور وفاق کا عملہ، اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی دوسو شاخوں میں زیر تعلیم ۸۰ ہزار سے زائد بچے بچیاں اور عملے کے افراد اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بے شمار فرزندگان بنوری اور اپنے پسماندگان کو چھوڑ کر حظیرۃ القدس میں جا پہنچے۔

آپ کی تجہیز وتکفین کے بعد آپ کا جنازہ زیارت عام کے لئے جامعہ میں درجہ سابعہ کی درس گاہ (پرانے دارالحدیث) میں رکھا گیا۔ جہاں علماء طلبا اور عوام الناس نے لمبی قطاروں میں لگ کر آپ کا آخری دیدار کیا۔ آپ کی رحلت کی خبر عام ہوتے ہی جامعہ میں عوام کا رش بڑھنا شروع ہوگیا تھا جو جنازہ کے وقت انسانی سمندر میں تبدیل ہوچکا تھا۔ جامعہ کی مسجد تنگ داماں ہونے کے بعد اطراف کی سڑکوں جمشید روڈ سے جیل چورنگی اور اسلامیہ کالج تک بھر چکی تھیں۔ ہر جانب لوگ ہی لوگ تھے۔ بلاشبہ یہ کراچی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی نماز جنازہ میں علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وطلباء کے علاوہ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا انوارالحق، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبیداللہ خالد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علمائے اسلام کے قائدین، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے برادر مولانا عبیدالرحمٰن، مفتی ابرار، مولانا راشد سومرو، قاری محمد عثمان، سینیٹر مولانا فیض محمد، مدارس کے مہتممین اور مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے علاوہ خلق کثیر شریک ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر زید مجدہم نے پڑھائی۔ جنازہ سے قبل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اپنے مختصر خطاب میں حضرت ڈاکٹر صاحب کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ نماز جنازہ کے بعد جامعہ کے احاطہ میں واقع حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی دائیں جانب آپ کی قبر بنائی گئی۔ گویا ساری زندگی جس شیخ پر فدا رہے اور ان کے بعد ان کے گلشن کی آبیاری ونگہبانی کرنے میں اپنی زندگی صرف کی۔ وصال کے بعد انہیں کے پہلو میں جا سوئے اور حشر میں ان شاء اللہ! اپنے شیخ بنوری اور مصاحیب کی معیت میں انہی کے ساتھ اٹھیں گے۔“

مولانا قاری عبدالمالک

سُکّا تلہ گنگ تحصیل لاوہ کے قطب شاہی اعوان قبیلہ کے جناب غلام محی الدین کے ہاں ۱۹۳۹ء، ۱۹۴۰ء میں ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام عبدالمالک تجویز کیا گیا۔

محی الدین کے ایک بھائی جناب حافظ علم الدین چک نمبر ۸۴ خانیوال میں امام وخطیب تھے۔ ان کے بعد دوسرے بھائی حافظ علاؤالدین اس چک میں اسی خدمت کے لئے تشریف لائے۔ جناب عبدالمالک کو اپنے چچا حضرت حافظ علاؤالدین کے پاس تعلیم کے لئے بھیج دیا گیا۔ چک ۸۴ کے قریب اسی علاقہ چک نمبر ۱۰/۳۰ آر خانیوال میں حضرت حافظ غلام حسین کے ہاں قرآن مجید کے حفظ کی سعادت عبدالمالک نے حاصل کی۔ پھر گردان وتجوید کے لئے جامعہ خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا اور حضرت قاری رحیم بخش کے ہاں تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد جامعہ خیرالمدارس ملتان میں ہی درس نظامی کی تعلیم شروع کی۔ ۱۳۸۳ھ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری، مولانا فیض احمد اور حضرت مولانا محمد صدیق ایسے اساتذہ سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم مکمل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ فراغت کے بعد ان کے استاذ حضرت مولانا قاری رحیم بخش نے حفظ وقرأت کے استاذ کے طور پر جامع مسجد چک جھمرہ میں

بھجوادیا۔اس زمانہ میں مولانا امدادالحق جامع مسجد چک جھمرہ کے امام وخطیب تھے۔مولانا حافظ قاری عبد المالک نے دس سال کے لگ بھگ یہاں پڑھایا۔پھر اپنے چچا حضرت حافظ علاؤالدین کے طلب کرنے پر چک نمبر۸۴ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت اور تدریس حفظ وقرأت کے لئے یہاں تشریف لائے۔

چچا حضور حضرت حافظ علاؤالدین نے شرف دامادی سے بھی سرفراز کیا۔یوں نصف صدی سے زائد عرصہ چک نمبر۸۴ میں مولانا قاری عبدالمالک نے خدمت دین وترویج علوم اسلامیہ وتبلیغ اسلام کے لئے خدمات سرانجام دیں۔آپ حق گو نڈر عالم دین تھے۔نظریاتی وتحریکی مزاج تھا۔تمام دینی تحریکوں میں پیش پیش رہتے۔چک کی کئی نسلوں کے استاذ تھے۔رزق حلال کے لئے کاشت کاری کو ذریعہ بنایا۔نہ صرف چک ہذا بلکہ علاقہ بھر میں آپ کو احترام کا مقام حاصل تھا۔آپ بی ڈی ممبر بھی منتخب ہوئے علاقہ بھر کے فیصلے کرنے میں آپ کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاتا۔جامعہ خیرالمدارس،مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام،قاسم العلوم کے آپ حد درجہ معاون تھے۔گاؤں کے لوگ جس ادارہ کے لئے رقم دیتے ان کے حساب کے لئے کاپی رکھی تھی۔ان اداروں کو ادا کرنے کے بعد حساب بے باق کرتے۔دیانت کا یہ عالم تھا اوراس کام کو دین کا کام سمجھ کر اس طرح انجام دیتے تھے کہ وصیت کی تھی کہ اس کاپی کو بھی میرے ساتھ دفن کر دینا یہ خدمت آخرت میں میری گواہ ہوگی۔اتنی اجلی سیرت کے لوگ اب خال خال ہوں گے۔

آج کل کے تن پروری عیش وسہل پسندی کی محبوبانہ اداؤں کے دور میں ایسے نظریاتی لوگ یا قبروں یا کتابوں میں ملیں گے۔حق تعالیٰ نے توفیق بخشی اپنے استاذ چچا اور سسر مولانا علاؤالدین کے خدمت کا آپ نے ریکارڈ قائم کیا اوران کی وفات کے بعد ان کی دینی جدوجہد کے تسلسل کو ایسے طور پر برقرار رکھا کہ مثال قائم کردی۔آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔مولانا حافظ عبدالخالق۔مولانا حسین احمد۔دونوں خدمت دین کے کاموں میں جڑے ہوئے۔مقدم الذکر کراچی اقراء روضۃ الاطفال اور دوسرے چک نمبر۸۴ کے جامع مسجد میں اپنے والد مرحوم کے جانشین ہیں۔نواسے پوتے حافظ وعالم غرضیکہ پورا خاندان ہی اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا مصداق ہے۔معمولی بیماررہ کر۲۲ جولائی ۲۰۲۱ء وصال ہوا۔اگلے دن عصر کے بعد جنازہ اور پھر چک کے قبرستان میں اعزہ کے ساتھ پیوند خاک ہوگئے۔حق تعالیٰ ان کی قبر کو اپنی رحمتوں کا مہبط فرمائیں اورمرحوم کو مغفرت سے سرفراز کریں۔

مولانا محمد یوسف مانسہرہ

آج سے تین سو سال قبل افغانستان کا ایک قبیلہ ہری پور کے قریب خان پور میں آکر آباد ہوا۔پھر

۱۹۴۰ء میں یہ خاندان تجارت کی غرض سے مانسہرہ منتقل ہوا۔اس خاندان کے چشم و چراغ مولانا محمد یوسف ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔مولانا محمد یوسف نے دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۵۰،۵۱ء میں دورہ حدیث کیا۔آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ ایسے اکابر علماء کے شاگرد تھے۔ آپ کی شہر میں مرکزی جامع مسجد روڈ مانسہرہ میں دکان تھی۔

جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت دونوں جماعتوں کی شہر و ضلع میں سرپرستی فرماتے۔حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے مانسہرہ میں دست راست تھے۔مولانا محمد یوسف کا بیعت کا تعلق خانقاہ سراجیہ سے تھا۔خانقاہ سراجیہ کے دوسرے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانی نے کئی رمضان المبارک مانسہرہ میں گزارے اور آپ کی میزبانی کا شرف مولانا محمد یوسف کو حاصل رہا۔حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد کی میزبانی کا شرف بھی عمر بھی مولانا محمد یوسف کو حاصل رہا۔

آپ انتہائی صوفی منش اور درویش صفت انسان تھے۔آپ عالم دین کے ساتھ شاعر بھی تھے۔ آپ کا دیوان قلمی بھی موجود ہے۔آپ کے بڑے صاحبزادہ جناب عبدالرؤف روفی مرحوم مانسہرہ میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا نشان تھے۔۲۵ر جولائی ۲۰۲۱ء کو آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ مولانا مفتی مسعودالحسن کی امامت میں ادا کی گئی۔جس میں ہزاروں عوام نے شرکت کی،علماء کرام کی کثرت تھی۔مرحوم کے دیگر صاحبزادگان پروفیسر عبدالماجد، حافظ عبدالباسط، ڈاکٹر محمود اور پوتے جناب عبدالرحمٰن روفی وعبدالرحیم روفی سب تعزیت کے مستحق ہیں۔حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔آمین!

مولانا عبدالرحیم علی پوری

دارالعلوم دیوبند کے فاضل اجل،مجلس احرار اسلام کے سرگرم عمل رہنما، عالم ربانی حضرت مولانا نظام الدین، بانی مدرسہ نظامیہ تھہیم والا علی پور ضلع مظفرگڑھ کے ہاں مولانا عبدالرحیم کی پیدائش ۱۹۴۹ء میں ہوئی۔مولانا عبدالرحیم نے اوّل سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک تمام کتب اپنے والدگرامی سے پڑھیں۔اس کے بعد جامعہ خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا۔البتہ دورہ حدیث کی تکمیل جامعہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے کی۔

فراغت کے بعد والدگرامی کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ عربیہ نظامیہ کی ذمہ داریوں پر فائز ہوگئے۔ آپ نے مدرسہ کی مسجد کی تعمیر جدید کی۔مدرسہ نظامیہ للبنات کی نئی شاندار تعمیر کرائی جس میں آج بھی کامیاب مدرسہ کامرانی سے چل رہا ہے۔۹،۱۰،۱۱رمحرم کو ہر سال تین روزہ شہادت سیدنا حسینؓ کانفرنس کا

انعقاد کرتے تھے۔ علاقہ بھر کے بڑے پرانے جلسوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مولانا عبدالرحیم درویش، فاقہ مست، بھرپور محنتی انسان تھے۔ قوت عمل کا اس دور میں نشان تھے۔ تھہیم والا میں قادیانیوں کے مراکز تھے۔ آپ کے والد گرامی نے ان قادیانیوں کو نتھ ڈالے رکھی۔ ان کے بعد مولانا عبدالرحیم نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے کہ ان کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ آج قادیانی مراکز مضمحل ہیں اور مولانا عبدالرحیم کا مسجد و مدرسہ کامرانیوں سے شاداب بھرپور تاریخ کا حامل ہے۔ مولانا عبدالرحیم نے زندگی بھر اپنے بزرگوں اور بالخصوص والد مرحوم کے تمام خیر و برکت کے تحریکی و نظریاتی کام کو مہمیز لگائے رکھی۔

مولانا عبدالرحیم انتہائی نظریاتی رہنما تھے۔ کفر کو نیچا دکھانے میں کسی مصلحت کو قریب نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ بہت ہی جفاکش اور ایثار کے پیکر تھے۔ جس کام کو شروع کرتے انجام تک پہنچائے بغیر ستانے کا بھی نام نہ لیتے تھے۔ عمر بھر مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ کے ان مٹ نقوش ہیں۔ وہ مجلس کی مرکزی مجلس عمومی کے رکن رکین رہے۔ جب ملتان تشریف لاتے تو دفتر ختم نبوت میں حاضری دیئے بغیر نہ جاتے۔ یہ ان کی وضع داری آخری عمر تک جاری رہی۔ مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا بشیر احمد، مولانا مشتاق احمد، مولانا غلام محمد ایسے علماء کے قافلہ کے آخری فرد تھے۔ ان سے بہت یادیں وابستہ ہیں۔ گزشتہ دنوں چند کتابوں کی تلاش تھی۔ فقیر راقم کی درخواست پر والد مرحوم کی لائبریری کی تمام اہم کتب مرکزی دفتر کی لائبریری کے لئے بھجوادیں۔ جو ہمارے پاس نہ تھیں وہ رکھ کر باقی ہم نے واپس کیں۔ اس پر وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ ہماری کتابیں صحیح مقام پر پہنچ گئیں۔ حق تعالیٰ مرحوم کو اپنی بخشش و جود و کرم سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

مولانا قاری محمد یوسف بہاول پوری

۲۲؍جولائی ۲۰۲۱ء کی عصر کے قریب بہاول پور محکمہ اوقاف کے سابق صوبائی خطیب اور تنظیم اہل سنت پاکستان کے رہنما مولانا محمد یوسف انتقال فرماگئے۔ اگلے دن ان کے آبائی گاؤں چھمب کلیار میں جنازہ ہوا، اور آبائی قبرستان میں پیوند خاک ہوگئے۔ آپ دارالعلوم کبیروالا کے فارغ التحصیل تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوری نے جب دارالعلوم مدنیہ قائم کیا تو اس کی ابتداء مچھی ہٹہ کی مسجد سے ہوئی۔ اس کے پہلے مدرس مولانا قاری محمد یوسف تھے۔ آپ اچھے خطیب تھے۔ تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے خدمات سرانجام دیں۔ بہاول پور میں محکمہ اوقاف کے مدت العمر خطیب رہے۔ خوب مرنجان مرنج اور دوست پرور انسان تھے۔ ملتان اور چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کو سعادت سمجھ کر شریک ہوتے۔ ملتان آمد

کے موقعہ پر اکثر ملتان دفتر مرکزیہ ختم نبوت میں تشریف آوری سے مجلس کے ساتھ محبت کا رشتہ استوار رکھا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمتوں کی چھم چھم باران مغفرت سے ان کی تربت کو صدا پر بہار بنائیں۔ آمین!

مولانا غلام نبی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مانسہرہ

۳؍جولائی ۲۰۲۱ء کو مانسہرہ میں مولانا سید غلام نبی شاہ وصال فرماگئے۔ آپ مانسہرہ بٹل کے گاؤں کہن ۱۹۳۴ء میں سید پیر علی شاہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ پرائمری کے بعد اپنے گھر سے چل کر پیدل تین دنوں میں راجہ بازار راولپنڈی مدرسہ تعلیم القرآن میں مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ شیخ القرآن کے ہاں داخلہ لیا۔ علم صرف چھچھ ضلع اٹک کے گاؤں کامرہ میں بابا کامروی سے پڑھا۔ علم نحو مولانا غلام ربانی کے پاس گوجرخان میں پڑھا۔ گوجرانوالہ، راولپنڈی، قلعہ دیدار سنگھ کے بڑے مدارس سے بھی اکتساب علم کیا۔ دورہ حدیث شریف ۱۹۶۳ء میں دارلعلوم صدیقیہ گوجرانوالہ سے کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا رسول خاں ہزاروی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، قاضی شمس الدین، مولانا سرفراز خان صفدر، قاضی اسلم ہری پوری، مولانا عبدالحنان تاجک، مولانا قاضی عصمت اللہ، مولانا دوست محمد تیراہ، مولانا قاضی محمد نواز ایبٹ آباد، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی المعروف کوہائی استاذ اور مولانا غلام اللہ خان شامل ہیں۔ فراغت کے بعد ۱۹۶۴ء جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی، دوسرا مدرسہ جامعہ سید احمد شہید ٹھاکرہ مانسہرہ، تیسرا جامعہ عربیہ سراج العلوم چنار روڈ مانسہرہ کے آپ بانی تھے۔ عمر بھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے برسر میدان رہے، زلزلہ کے باعث جبوڑی کا مدرسہ منہدم ہوگیا تو پھر مانسہرہ کے مدرسہ میں قیام اختیار کیا۔

ختم نبوت کے حوالے سے آپ کا کردار ضلع مانسہرہ میں مثالی تھا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور ڈاڈر کے مقام پر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ مانسہرہ شہر میں قادیانیت کے خلاف تاریخی جلوس کی قیادت فرمائی۔ جناب نبی کریم ﷺ سے محبت وعقیدت کی طرح مرزا قادیانی سے نفرت و بیزاری بھی قابل رشک تھی۔ آپ ہر ایک کو عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے نصیحت فرماتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ۳؍جولائی ۲۰۲۱ء کو بوقت مغرب اپنے خدا کے حضور پہنچے اور ۴؍جولائی بروز اتوار تدفین ہوئی۔ آپ کا نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید عبدالقادر نے پڑھایا۔ آپ کا جنازہ ہزارہ کی تاریخ کا بڑا جنازہ تھا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں اور ان کے اداروں اور دینی تنظیمات کو نعم البدل عطاء فرمائیں۔ آمین!

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت

قسط نمبر:1

حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

جناب حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی علی گڑھ کے فاضل اور نامور اہل قلم تھے۔ آپ کی کتاب ’’مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد‘‘ ۱۹۸۲ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مولانا ظفر علی خان کی قادیانی فتنہ کے خلاف جدوجہد کو تین مقامات پر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں وہ مقامات ملاحظہ ہوں کہ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔ (ادارہ)

مولانا ظفر علی خان، برصغیر ہندوپاک کے وہ پہلے رہنما ہیں جنہوں نے برطانوی استعمار وملوکیت کی بیخ کنی کے ساتھ ہی ساتھ انگریز کے خودکاشتہ پودے یعنی مرزائیت کی پوری شدومد سے مخالفت کی اور ساری عمر اس کے خلاف مصروف جدوجہد رہے۔ اسی لئے نام نہاد روشن خیال وترقی پسند گروہ جسے دین حنیف کی روایات سے زیادہ لگاؤ نہیں اور اشتراکی حضرات جسے مذہب کے نام سے چڑ ہے۔ ظفر علی خان کو رجعت پسند، تنگ نظر ملاّ جیسے خطابات سے نوازتے رہے۔

جہاں تک اندازہ ہوتا ہے مولانا کے نزدیک اس فتنۂ ضالہ کی مخالفت کی وجوہ حسب ذیل تھیں:

۱...... اوّل یہ کہ وہ اسلام کی حقانیت وصداقت پر اور حضور ﷺ کی ختم المرسلینی پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے اور ملت کے چہاردہ سالہ پوری تاریخ پر نظر رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ پوری ملت اسلامیہ اس امر پر متحد ہے کہ سرکار دوعالم تاجدار مدینہ ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی۔ اب اس کے بعد ظلی وبروزی نبوت کا ڈھونگ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔ بلکہ صریحاً کفر ہے۔ چناں چہ ایک جگہ انہوں نے اس کا اظہار یوں کیا ہے:

آدم کی نسل پر ہوئی حجت خدا ختم دنیا میں آج دین کی تکمیل ہوگئی
اپنی مثال آپ تھی جو آخری نوید آفاق پر حوالۂ جبرئیل ہوگئی

۲...... ان کی مخالفت کی دوسری وجہ فرنگ دشمنی تھی۔ مولانا انگریز کے ازلی حریف ومخالف تھے۔ ان کا اس امر پر یقین تھا کہ انگریز ہی نے پوری دنیائے اسلام میں سازشوں کا جال بن رکھا ہے تاکہ ملت اسلامیہ بیدار ہوکر اپنے اصلی مقام سے آشنا نہ ہوجائے۔ بنابریں وہ خوب سمجھتے تھے کہ مرزائیت انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے۔ جس کا مقصد اپنے اغراض کے استعماری مقاصد کے لئے مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو ختم

کرکے انہیں انگریزی حکومت کی اطاعت ووفاداری پر تیار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مرزا بشیرالدین محمود (جسے مولانا نے ’’موسیو‘‘ کا خطاب دے رکھا تھا اور ان کے ابا مرزا غلام احمد کو جو انگریزی حکومت کی وفاداری کو جزو ایمان سمجھتے اور اس لئے آیۂ رحمت قرار دیتے تھے کہ اس کے سایہ میں ان کا کاروبار فروغ پاسکے) کو تحریک آزادیٔ ہند کی راہ میں زبردست روڑا سمجھتے تھے۔ لہٰذا اس کے فریب کارانہ عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اپنا ملی فریضہ سمجھتے اور اس کی گوشمالی جزو ایمان تصور فرماتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب سے مولانا ظفر علی خان نے ’’زمیندار‘‘ سنبھالا اور سیاسی زندگی میں قدم رکھا۔ تحریر وتقریر اور نظم ونثر کے ذریعے عمر بھر اس فتنۂ ضالہ کے خلاف مصروف جہاد رہے۔ اپنے ہفت روزہ اخبار ’’ستارہ صبح‘‘ میں دلائل وشواہد عملی وعقلی سے ’’بعثت مجددین‘‘، ’’احمد کون ہے‘‘، ’’الولد سرّ لابیہ‘‘، ’’القادیان ماالقادیان‘‘ جیسے معرکہ کے مضامین لکھے۔ نظم میں اس پر مولانا نے جو کچھ لکھا۔ اسے اہل علم خوب جانتے ہیں۔

گزشتہ جنگ عظیم اوّل (۱۴ تا ۱۹۱۸ء) میں ’’فتح بغداد‘‘ یعنی جب برطانیہ اس پر ’’قابض‘‘ ہوگیا۔ پر قادیان میں ...... چراغاں کیا گیا۔ پھر ترکیہ کی شکست پر قادیان میں جشن مسرّت منایا گیا۔ اس پر مولانا ظفر علی خان شعلہ بدامن ہوگئے اور اس فرقۂ ضالہ کے خلاف اور زیادہ شدت سے میدان میں اترے۔ اس دور میں ’’الفضل‘‘ نے ۱۳؍اکتوبر ۱۹۱۷ء کے پرچہ میں ’’زمیندار‘‘ اور ’’ستارہ صبح‘‘ کے زوردار مضامین سے بوکھلا کر ایک اپیل ’’صلح‘‘ شائع کی تو مولانا نے شرائط متارکہ کے طور پر جواب دیا کہ مرزائی حضرات:

☆ ...... مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی قرار دینا چھوڑ دیں۔

☆ ...... لسان شرح مبین میں چونکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب انبیائے ذی شان کی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اسی طرح مخصوص ہے جس طرح بادشاہوں کے لئے ہزمیجسٹی۔ لہٰذا آئندہ مرزا غلام احمد کو ’’علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘ نہ کہیں۔ ایسے ہی ازواج مطہرات حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح مرزائی، مرزا قادیانی کی بیویوں کو ’’ام المؤمنین‘‘ کہہ کر اس مقدس نسبت کی توہین نہ کریں۔

☆ ...... اپنے کافرانہ اور انوکھے عقائد صرف اپنے اور اپنی جماعت تک محدود رکھیں۔ مسلمانوں میں اس کی قطعاً تبلیغ نہ فرمائیں۔ لیکن اگر آپ مرزائیوں کو یہ شرائط نامنظور ہیں تو پھر ناموس رسالت وشریعت مطہرہ کا تقاضا ہوگا کہ ہمارا قلم حرکت میں آئے اور پردۂ ضلالت چاک کرتا جائے۔ (ستارہ صبح یکم نومبر ۱۹۱۷ء)

چناںچہ اس پر مولانا نے ’’القادیان والقادیان وما ادراک ماالقادیان‘‘

خریدار متاع عدل اگر تم ہو ہم بھی ہیں

کے عنوان سے مندرجہ بالا شرائط پیش کیں، مگر جب وہ باز نہ آئے تو پھر علماء کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا:

یہ فتنہ بڑھ چلا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو
نہیں اے عالمان دیں میں تم سے بے سبب شاکی
بشیرالدین محمود آج پھیلاتا ہے بے کھٹکے
فرنگستان میں جاکر خرافات اپنے باوا کی

اور مسلمانوں سے یوں خطاب کیا:

کہاں پنجاب میں اسلام! تیری اٹھ گئی غیرت
بٹھایا کفر کو لاکر نبیؐ کے ہم نشینوں میں
حدیث اسمہٗ احمد غلام احمد پہ چسپاں ہو؟
پڑے خاک اس سلیقے پر، لگے آگ ان قرینوں میں
کھلونا قادیاں کا بن گئی وہ سطوت کبریٰ
ہے اب تک شور جس کا آسمانوں اور زمینوں میں

اس سے قبل ’’قادیان کا تھیٹر‘‘ اور ’’قول فیصل‘‘ کے عنوان سے مولانا نے ایک معرکۃ الآراء نظم لکھی۔ جو ستارۂ صبح یکم نومبر ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ جس کے آخری دو تین شعر یہ ہیں:

اکملت لکم پڑھ کے زبان عربی میں
ظلّی و بروزی کی نبوت کو مٹا دوں
ہے جن کو محمدؐ کی مساوات کا دعویٰ
مثواہ جہنم کی وعیدان کو سنادوں
کچھ فرق بروز اور تناسخ میں نہیں ہے
انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرا دوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

بلکہ اب مولانا کھلم کھلا اس خیال کا اظہار کرنے لگے کہ مذہبی مباحثوں اور مناظروں کی بجائے اس فتنہ کی اصل سیاسی و مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے۔ چناں چہ انہوں نے اس فرقۂ ضالہ کے مقاصد، عزائم وافکار اس کے بانی کی تحریروں سے پیش کر کے ملت اسلامیہ کو ان ناپاک مقاصد سے آگاہ کیا اور دلائل سے ثابت کیا کہ اس استعماری ناپاک سازش کو کن وجوہ سے جامۂ عمل پہنایا جارہا ہے۔

اسی دوران جنگ عظیم کے خاتمہ کے کچھ دیر بعد مولانا حضرو ضلع اٹک میں ایک تقریر کی بنا پر پانچ سال کے لئے نذر زنداں ہوگئے۔ رہائی کے بعد ملک میں متعدد اہم مسائل پیدا ہوگئے۔ مثلاً فتنۂ شدھی وسنگھٹن جیسی اسلام دشمن تحریکیں اور فتنۂ راجپال وارتمان، ادھر حجاز میں سلطان عبدالعزیز ابن سعودؒ کے برسر اقتدار آنے پر برعظیم ہندوپاک کے دو گروہوں میں جنگ برپا تھی۔ مولانا ابن سعود کے حامیوں میں تھے۔ ادھر کابل میں حکومت افغانستان نے دو مرزائیوں کو مرتد قرار دے کر قتل کرادیا تھا۔ جس پر بشیرالدین محمود بے حد برہم ہوئے۔ چناں چہ اسی غرض کے لئے لنڈن بھی گئے تاکہ حکومت برطانیہ کو حکومت افغانستان کے خلاف ابھارا جائے۔ مولانا نے اس پر ’’زمیندار‘‘ میں لکھا:

عناد اور بغض کی تصویر بن کر　　گئے لنڈن بشیرالدین محمود
یہ مقصد آپ کا ہے اس سفر سے　　کہ سرحد پر بچھا دی جائے بارود
دکھائے یورپ آکر اس کو بتی　　جہنم کی لپٹ جس میں ہو موجود
یہ ساری سرزمین پھر بھک سے اڑ جائے　　اور افغانوں کی جمعیت ہو نابود
کوئی اس دین کے دشمن کو بتائے　　کہ ساری کوششیں ہیں تیری بے سود
بھلا برطانیہ کو کیا پڑی ہے　　کہ دوزخ میں تری خاطر پڑے کود
ہے تو بھی کیا کسی کرنل کی میم　　بھگا کر لے گئے ہوں جس کو مسعود

مولانا نے اس دور میں حکومت افغانستان کے اس اقدام کی پوری حمایت کی۔قتل مرتد کی تائید میں ’’زمیندار‘‘ میں متواتر دو ہفتہ تک مقالات لکھے۔مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا آزادؒ اس مسئلہ میں دوسری رائے رکھتے تھے۔جس پر مولانا ظفر علی خان اور ان کے درمیان خاصی بحث ہوئی۔تا آں کہ ۳۲،۱۹۳۱ء میں قادیانیت کے فتنہ نے پوری شدت اختیار کر لی۔مثال کے طور پر، تحریک آزادی کشمیر کے دوران جب کشمیر کمیٹی بنائی گئی تو اس میں نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کو شریک کیا گیا بلکہ مرزا بشیر الدین محمود صدر بنا لئے گئے۔ مولانا نے اس خطرہ کو پوری طرح بھانپ لیا اور اندازہ لگایا کہ اب یہ یہودیت کی طرح خطرناک تحریک بننے والی ہے۔چناں چہ انہوں نے ’’زمیندار‘‘ میں سلسلۂ مضامین شروع کیا۔ادھر ظفر اللہ خان کی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں شرکت کا مسئلہ تھا۔جسے مولانا، بطور مسلمانوں کے نمائندہ کے قبول کرنے پر قطعاً تیار نہ تھے۔چناں چہ ان کی تحریک پر پورے (متحدہ) ہندوستان میں ظفر اللہ خان کے تقرر کے خلاف احتجاج شروع کیا گیا۔جس پر (برطانوی) حکومت ہند کے کان کھڑے ہوگئے۔مگر سر فضل حسین کی کوششوں سے ظفر اللہ خان کو حکومت ہند کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن نامزد کرلیا گیا۔مولانا نے اس پر ہی شدید احتجاج نہ کیا بلکہ سر فضل حسین کی بھی خبر لے ڈالی۔بس پھر کیا تھا اس جرم حق گوئی میں کسی مضمون کی آڑ لے کر ’’زمیندار‘‘ کی ایک ہزار روپیہ کی ضمانت ضبط کر لی اور مزید چار ہزار روپیہ طلب کرلیا گیا۔ جسے مولانا نے جلد ہی ادا کردیا اور ’’زمیندار‘‘ اپنی روایتی شان سے بدستور میدان عمل میں گامزن ہوگیا اور اعلان کیا:

سن لے جسے بخشی گئی ہو سننے کی توفیق　　ہوگی نہ کبھی بند ’’زمیندار‘‘ کی آواز

غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی تجویز

اسی سال انجمن ’’حمایت اسلام‘‘ کے سالانہ کھلے اجلاس میں مولانا نے ارباب انجمن کی مرضی کے

خلاف اس مضمون کی قرارداد منظور کرادی کہ ظفر اللہ خاں مسلمانوں کا نمائندہ ہرگز نہیں۔ نہ اس پر مسلمان عوام کو کوئی اعتماد ہے۔ اگر حکومت اسے ایگزیکٹو کونسل میں ضرور رکھنا چاہتی ہے تو قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اسے ان کا نمائندہ سمجھا جائے۔ مسلمان اسے اپنا ترجمان کبھی تسلیم نہ کریں گے۔ اس طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی قرارداد سب سے پہلے مولانا نے اس اجلاس میں پیش کی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ظفر اللہ خان صاحب بھی ان دنوں اسی حق میں تھے کہ انہیں جداگانہ اقلیت قرار دیا جائے۔ میں ان کی نمائندگی کروں گا۔ نیز مولانا نے تقریر وتحریر کے ذریعے ملت اسلامیہ کو ان خدشات سے آگاہ کیا جو قادیانیوں کو مسلمانوں کا نمائندہ بنائے جانے سے لاحق ہوسکتے تھے۔ مگر سرفضل حسین، ظفر اللہ خان صاحب کے مؤیدین کے سامنے آگئے اور پوری قوت سے حکومت میں اس کی پشت پناہی کی جس پر مولانا نے ’’زمیندار‘‘ میں یوں لکھا:

قادیاں خوش ہو کہ فرماتے ہیں سرفضل حسین
حضرت میرزا غلام احمد سرکاری نبی
غرق بیڑا کمتریں کا ہوگیا پنجاب میں
گرچہ یہ فدوی ہے انگریزوں کا درباری نبی

یہ وہ دن تھے کہ ’’زمیندار‘‘ مسلسل اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے خم ٹھونک کر سامنے آچکا تھا۔ ۱۹۳۲ء میں اسی ’’جرم‘‘ کی وجہ سے پولیس پر تنقید کے بہانے ’’زمیندار‘‘ کی ضمانت کا دوہزار روپیہ ضبط کر کے مزید چار ہزار روپیہ طلب کرلیا گیا۔ پندرہ دن کی بندش کے بعد ’’زمیندار‘‘ ضمانت ادا کر کے ۱۴؍جنوری ۱۹۳۳ء کو پھر آن موجود ہوا اور صفحہ اوّل پر مولانا یوں گویا ہوئے:

ملت بیضا کی عزت کا طلب گار آگیا
سطوت کبریٰ کی شوکت کا علم دار آگیا
جس نے ہر میدان میں باطل کو شکست فاش دی
شکر حق کا وہ شیر افگن علم دار آگیا
خم کے خم جس نے مئے یثرب کے خالی کردیئے
آج پھر محفل میں وہ رند قدح خوار آگیا
جس نے سیکھا موت سے راز حیات جاوداں
اپنی قسمت کا وہ ہوکر آپ مختار آگیا
امر حق کے واشگاف اعلان کا خمیازہ کش
ہر مصیبت کے لئے پھر ہو کے تیار آگیا
پندرہ دن بند رہ کر پھر کھلی میری زباں
پھر نوا سنج فغاں ہو کے ’’زمیندار‘‘ آگیا

اگرچہ ضمانت کی ضبطی اور طلبی میں میرزائیت کے خلاف تحریروں اور تقریروں کو بظاہر بہانہ نہیں بنایا گیا تاہم مولانا اور ’’زمیندار‘‘ کے قارئین جانتے تھے کہ اصل جرم کیا ہے۔ اسی لئے مولانا نے محسوس کیا کہ وقت آگیا ہے کہ قوم کے ذہین وہونہار طبقہ کو مرزائیت کے ہولناک نتائج سے آگاہ کیا جائے۔ چناں چہ اس کے لئے مولانا نے ایک مستقل تنظیم ’’مجلس دعوت وارشاد‘‘ کے نام سے قائم کرنے کی داغ بیل ڈالی۔

ایک قادیانی و مسلمان کے مابین گفتگو

قسط نمبر:2 مرسلہ: مولانا غلام رسول دین پوری

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آں حضرتﷺ کے بعد کسی کو نبی یا رسول متعین کر کے مبعوث نہ کیا جائے گا اور کوئی بھی فرد آ کر حسب سابق یہ نہیں کہے گا کہ:''انی رسول من رب العلمین'' یا خدا اسے کہے''انا ارسلناک'' چناں چہ جب مسیح آئیں گے تو آ کر کوئی اس طرح کا دعوئ یا اعلان نہیں کریں گے۔ بلکہ جب آپ نازل ہوں گے تو اس وقت آپ کو پہچان لیا جائے گا۔ نہ کوئی اعلان واظہار، نہ کوئی دعوی وبیان، نہ مباحثہ، نہ کوئی دلیل و حجت کچھ نہیں ہوگا۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ یہاں سب کچھ ہوا۔ مرزا نے کہا:''مجھ پر وحی ہوئی، مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا''انا ارسلنا احمد الی قومه''(تذکرہ:ص ۳۴۵) تو یہ سراسر دجل، کذب اور ختم نبوت کے منافی ہے۔

علاوہ ازیں مرزا غلام قادیانی نے اپنے آپ کو اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد کہا ہے۔(تریاق القلوب، خزائن ج ۱۵ص ۴۷۹) مرزا نے جب اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ پہلے بھائی کا زندہ ہونا اگر مرزا کے خاتم الاولاد کے خلاف نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بھی رحمت دو عالمﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

قادیانی: وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا اختلاف ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں وہ واپس آئیں گے تو اس کا کوئی پروف ہونا چاہئے! ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں، تم کہتے ہو کہ وہ زندہ ہیں اور مہدی موعود کے ساتھ آئیں گے حالاں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی کہا ہے''کل نفس ذائقة الموت''، ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تو قرآن کو مانتے ہیں، قرآن میں کئی جگہ''رَفَع'' کا لفظ آیا ہے، عربی کا لفظ ہے اس کا مطلب عام طور پر یہ ہے''وفات پالینا، وفات پائے گئے'' قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے کسی ماہر سے پوچھ لو! ویسے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے، وہ آپﷺ سے کئی سو سال پہلے ختم ہو چکے۔ بہر حال اس کا پروف قرآن وحدیث سے ہونا چاہئے! کیونکہ وہ اتھینٹک بکس ہیں ہم کسی صورت بھی ان کا انکار نہیں کر سکتے۔ باقی احادیث کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ احادیث تو کافی منسوخ ہو چکی ہیں اس لئے کہ ان کو قرآن کی تائید نہیں ملی اگر ہیں بھی تو بہت کم ہیں۔

مسلمان: دیکھئے! آپ نے بہت ساری باتیں ایک دم سے خلط ملط کر دیں، اور ایک سانس میں بیک وقت کئی باتیں پوچھ لیں، اگر ان سب کا تفصیل سے جواب دیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی، اور یہ بھی یاد رہے کہ امتِ مسلمہ کے مقتدر حضرات نے اور علماء کرام نے ایک ایک بات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب لکھا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہماری ریسرچ نہیں، تحقیق نہیں، ہم خالی ذہن ہو کر یکسوئی سے اسٹڈی کریں تو کافی شافی جوابات مل جائیں گے، اور ہم وساوس سے اور شکوک وشبہات سے آزاد ہو جائیں گے آپ نے یہ بات بہت اچھی کی ہے کہ قرآن وحدیث سے پروف ہو تو ہم انکار نہیں کر سکتے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اسلام میں مسلمانوں کے نزدیک جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیث اور اجماع امت بھی حجت ہے قرآن بھی وحی الٰہی ہے اور حدیث بھی وحی الٰہی ہے یہ سب مسلمانوں کے محکم ومضبوط دلائل ہیں اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے مسلمہ ثبوت ہیں۔

نیز یہ بھی یاد رکھیں! کہ جس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث اور اجماع امت پر ہو وہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتا ہے اور جس عقیدہ کی بنیاد مذکورہ دلائل پر نہ ہو بلکہ ظن وتخمین پر ہو یا خودساختہ خیالات پر مبنی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا اور اعمال کی مقبولیت ونامقبولیت کا دارومدار بھی عقیدہ کے صحیح اور غلط ہونے پر ہے۔ عقیدہ اگر صحیح ہو تو اعمال مقبول ہوتے ہیں ورنہ مردود۔ اس کی تفصیلات قرآن وحدیث اور اسلامی کتب میں موجود ہیں ان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم آپ کی گفتگو کا (مکرر باتوں کو چھوڑ کر) خلاصہ اور اہم سوالات جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہیں:

سوال نمبر۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور مہدی موعود کے ساتھ آنے پر قرآن و حدیث سے پروف ہونا چاہئے!

سوال نمبر۲: ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور دلیل قرآنی آیت ہے ’’کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ‘‘ کہ ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

سوال نمبر۳: ’’رَفَعَ‘‘ کا لفظ قرآن میں کئی جگہ آیا ہے اس کا مطلب عام طور پر ’’وفات پا لینا، وفات پائے گئے ہے۔‘‘

سوال نمبر۴: ویسے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے وہ آپ ﷺ سے کئی سو سال پہلے ختم ہو چکے۔

سوال نمبر۵: احادیث تو کافی ساری منسوخ ہو چکی ہیں کیونکہ ان کو قرآن کی تائید نہیں ملی اگر ہیں بھی تو بہت کم ہیں۔

جوابات: آپ نے یہ خوب کہا ہے کہ قرآن وحدیث سے پروف ہو اور جواب دیا جائے کیونکہ وہ Aauthentic books ہیں تو ہم انکار نہیں کر سکتے یہ بہت اچھا کہا ان شاء اللہ یوں ہی ہوگا۔اب ترتیب کے ساتھ آپ کے سوالات کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا جاتا ہے ملاحظہ کیجئے!

پہلے سوال کا جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں قرآن وحدیث میں ان کی حیات کے لئے دولفظ ذکر کئے گئے ہیں (۱) رَفع کا (۲) نُزُول کا۔رَفَعَ یَرْفَعُ رَفْعاً کا معنی قرآن وحدیث کی روشنی اور لغت کی کتابوں میں اونچا کرنا، بلند کرنا، اوپر اٹھانا آتا ہے۔اور نَزَلَ یَنْزِلُ نُزُوْل کا معنی قرآن و حدیث کی روشنی اور لغت کی کتابوں میں اوپر سے نیچے کو آنا، اوپر سے نیچے کو اترنا آتا ہے، اتنی تصریح کے بعد قرآنی آیات واحادیث ملاحظہ ہوں۔

”وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا“ (نساء:۱۵۵تا۱۵۸)

﴿اوران کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا، اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک، بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔﴾

دیکھئے! ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دوفرقوں (یہود ونصاریٰ) کے جھوٹے اور غلط دعویٰ کی تردید کر کے اصل حقیقت حال کی وضاحت فرمادی ہے۔وہ اس طرح کہ یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ”وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ“ سے ان کا قول، ان کا دعویٰ ذکر فرمایا۔اور ساتھ ساتھ تردید بھی فرمائی کہ یہ خالی ان کا قول ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب (سولی) دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے دونوں کے دعووں کو رد فرمایا اور فرمایا: ”وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ“ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بالکل قتل نہیں کیا۔اور بالکل انہیں سولی نہیں چڑھایا۔آگے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ تاکید کے ساتھ فرمایا: ”وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا“ یقینی اور قطعی بات ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بالکل قتل نہیں کیا۔اچھا! جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل بھی نہیں ہوئے اور سولی بھی نہیں چڑھے تو پھر کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ“ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔پھر سوال پیدا ہوتا ہے

کہ وہ تو جسم والے تھے، جسم والی چیز اوپر کیسے جاسکتی ہے؟ کیونکہ جسم تو ایک ثقیل چیز ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَ کَانَ اللّٰهُ عَزِیْزاً حَکِیْماً'' اللہ تعالیٰ زبردست ہیں اور طاقت ور ہیں، اور وہ علیٰ کل شیٔ قدیر ہیں۔ سب طاقتیں ان کے پاس ہیں، وہ اٹھانے پر قادر مطلق ہیں، انہوں نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ ان کو کیوں اٹھایا؟ تو جواب میں فرمایا حکیما وہ حکمتوں والے ہیں۔ تم کون ہوتے ہو ٹیں ٹیں کرنے والے۔ تمہارے پاس اتنی عقل کہاں؟ جو اس کی حکمتوں کو سمجھ سکے۔

دیکھئے! کس قدر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قضیہ ومقدمہ صاف الفاظ میں بیان فرمادیا ہے خالی الفاظ اور ان کا ترجمہ دیکھ لیا جائے تو بات کلیئر ہوجاتی ہے۔ دل ودماغ صاف ہوجاتے ہیں۔ کسی قسم کا کوئی وسوسہ اور شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوگئے یا وفات پاگئے جیسا کہ یہود ونصاریٰ اور مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا نظریہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اور قرآن پر یہ بہت بڑا الزام اور بہتان ہوگا کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے اور قتل کرنے والے، اور عیسائی بھی سولی دیئے جانے کے قائل، اور اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب مقدس (قرآن پاک) بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کو بیان کریں تو ان سب میں فرق کیا رہے گا؟ اور مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے اور وفات کے قائل ہوں تو اسلام اور کفر میں، یہودیت وعیسائیت اور اسلام وقادیانیت میں کیا فرق ہوگا؟ آخر انصاف نامی بھی کوئی چیز ہوتی ہے! تو پھر کہنا پڑے گا کہ یہودیت وعیسائیت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں۔ جب کوئی فرق نہیں تو حضور خاتم النّبیین ﷺ کی تشریف آوری اور قرآن پاک کے آنے کا کیا مقصد؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ'' (النحل:۶۴) ﴿اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب، اسی واسطے کہ کھول کے سنادے تو ان کو وہ چیز جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں﴾

اور قرآن پاک کے متعلق یہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ، وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ'' (الطارق:۱۳،۱۴) ﴿بے شک یہ (قرآن) بات ہے دوٹوک، اور نہیں یہ بات ہنسی کی۔﴾

تو حضور ﷺ کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ہیں وہاں ایک مقصد آپ کی بعثت کا حَکَم اور مُنصف ہونا بھی ہے اور قرآن پاک کی بھی یہی حیثیت ہے اگر خدانخواستہ آپ ﷺ حکم اور مُنصف اور قرآن پاک قول فیصل نہ ہو تو آپ ﷺ کی بعثت اور قرآن پاک کا آنا عبث اور بے کار ہوگا اور اللہ تعالیٰ جو کہ تمام امور کا مدبر اور متصرف ہے ان کے بھی جملہ امور عبث اور بے کار ہوں گے، اور حق وباطل کا امتیاز بھی مٹ جائے گا۔ نعوذ باللّٰہ من ذلک۔

جاری ہے!!

۷ ستمبر ...... یوم تحفظ ختم نبوت ایک تاریخ ساز دن

مولانا محمد ابراہیم ادہمی

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر، کذاب، دجال اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ مسیلمہ کذاب نے جب عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ نے اُسے واصل جہنم کر دیا۔ اسی طرح جب مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے ایماء اور خواہش پر پیارے نبی ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی تو علماء اسلام نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے پیروکاروں کے خلاف تحریک شروع کی۔ قادیانی ۱۹۴۷ء تک انگریز سرکار کی سرپرستی میں کام کرتے رہے۔ جب انگریز برصغیر پاک وہند سے ذلیل وخوار ہوکر جانے لگے۔ تو انہوں نے قادیانیوں کو اپنے ایجنٹوں کے حوالے کیا۔ تاکہ اُن کے جانے کے بعد قادیانی قادیانیت کا پرچار اور اسلام و پاکستان کے خلاف سازشیں کرتے رہیں۔ قادیانیوں نے منصوبہ بنایا کہ پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بنائیں گے۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ظفر اللہ قادیانی کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا۔ جس نے اہم اور کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کیا۔

۱۹۵۱ء میں مرزا محمود قادیانی نے ایک مرتبہ بڑا دعویٰ کیا اور کہا کہ ۱۹۵۲ء کا سال ہمارا ہے۔ عنقریب ہماری حکومت آنے والی ہے۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مخالف کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے یہ خبر پڑھی تو پورے ملک کا دورہ کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ امت مسلمہ کو قادیانیت کے فریب اور ملک دشمن عزائم سے آگاہ کیا۔ پورے ملک کو تحریک کے لئے تیار کیا جب ۱۹۵۳ء کا سورج نمودار ہوا تو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بآواز بلند مرزا محمود کو للکارا کر فرمایا کہ اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کس طرح آپریشن کرتا ہوں۔ شاہ جیؒ نے تمام مکاتب فکر کو ایک اسٹیج پر جمع کیا اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔ حکومت کے سامنے تین مطالبات رکھے۔

☆ ...... ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرو۔

☆ ...... مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو۔

☆ ...... مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کرو۔

ان مطالبات کے حق میں جلسے اور جلوس شروع ہو گئے اس وقت کی حکومت نے مجلس عمل کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا۔ حکومت نے پولیس کے ذریعے تشدد شروع کیا اور گولیاں برسنے لگیں، شمع رسالت ﷺ کے پروانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں، لاہور میں قادیانی نواز جنرل اعظم خان نے ظلم و سربریت کی انتہا کرتے ہوئے ختم نبوت کے جلوسوں پر گولیوں کی بارش کر دی۔ لاہور کی سڑکیں خون سے سُرخ ہو گئیں۔ دس ہزار عاشقان ختم نبوت آقا نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کی لاج رکھتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو گئے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا عبدالستار نیازیؒ اور دیگر علما سمیت تقریباً ایک لاکھ مجاہدین ختم نبوت کو جیلوں میں بند کیا۔ پیارے نبی ﷺ سے عشق و محبت کی خاطر مسلمان ماؤں نے بے مثال قربانیاں پیش کیں جسے دیکھ کر غزوہ اُحد کی یاد تازہ ہو گئی۔ یہاں تک عشق محمد ﷺ کے جذبے سے سرشار ماں نے فیصل آباد میں ہزاروں کے مجمعے میں حضرت مولانا تاج محمودؒ کو اپنا شیر خوار بچے کو پیش کیا اور کہا یہی میرا کل اثاثہ ہے گولیوں کی برسات میں ختم نبوت کے مجاہدین میرے بچے کو ڈھال کی طور پر استعمال کریں۔ تا کہ ایک مجاہد کی زندگی بچ جائے عجیب منظر تھا۔ فرشتے رشک کر رہے تھے۔ آہ و بکاء میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے شروع ہو گئے۔ اور تحریک ختم نبوت میں ایک نیا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور شمع رسالت ﷺ کے پروانے زبان حال سے کہہ رہے تھے:

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے   وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں   فقط اک نام محمد سے محبت کی ہے

۱۹۵۳ء کی تحریک کو اس وقت کے حکمرانوں نے تشدد اور سربریت سے عارضی طور پر ناکام کر دیا، لیکن اس تحریک کی چنگاری باقی تھی جو ۱۹۷۴ء میں تحریک کی شکل میں نمودار ہوئیں۔ ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے مسلم طلباء کو بری طرح زدوکوب کیا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہو گئی۔ تحریک کو ختم کرنا بھٹو صاحب کی حکومت کے لئے مشکل تھا۔ کیونکہ اسمبلی سے باہر

تحریک کی قیادت محدث العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف بنوریؒ اور اسمبلی کے اندر قائد جمعیت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور بابائے جمعیت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کررہے تھے۔ مفتی صاحبؒ نے بھٹو صاحب کو کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرو لیکن بھٹو صاحب نے انکار کیا۔ مفتی صاحبؒ نے دلائل کے انبار لگا دیئے اور بھٹو صاحب کو کہا کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے کتابوں میں لکھا ہے کہ:''جو مجھے نہ مانے وہ کنجریوں کی اولاد ہے۔'' مرزا قادیانی نے آپ کو گالی دی ہے اور پارلیمنٹ سمیت تمام مسلمانوں کو گالی دی ہے۔ بھٹو صاحب نے مرزا ناصر قادیانی سے پوچھا کہ مفتی محمودؒ صحیح کہتا ہے کہ جھوٹ۔ مرزا ناصر قادیانی نے کہا کہ مفتی محمودؒ صحیح کہتے ہیں۔ اس کے بعد پہلے بھٹو صاحب نے اور بعد میں تمام ارکان اسمبلی نے مرزائیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اور کافر قرار دینے پر دستخط کئے۔ اس طرح مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سمیت دیگر اکابرین کی وجہ سے مسلمانوں کا نوے سالہ مسئلہ حل ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی امارت میں تحریک چلی۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کرکے قادیانیت کا جنازہ نکالا۔

۷ ستمبر ایک اہم اور تاریخ ساز دن ہے، اس دن ملت اسلامیہ کا بہت بڑا فتنہ اپنے انجام کو پہنچا، لیکن نہایت بدقسمتی کی بات ہے کہ جو ملک اسلام کی نام پر بنا تھا آج قادیانی اور قادیانی نواز تنظیمیں حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ حدود آرڈیننس اور توہین رسالت ﷺ کا قانون ختم کیا جائے۔ ۶ ستمبر کی طرح ۷ ستمبر بھی ایک اہم اور تاریخ ساز دن ہے، ۶ ستمبر کو ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی گئی تھی اور ۷ ستمبر کو ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہوئی اور غداران اسلام و وطن مرزائیوں کو باقاعدہ قانونی طور پر بھی مسلمانوں کے جسد سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کیا گیا۔ ۷ ستمبر کو ہمیں اس عہد کی تجدید کرنی چاہئے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''لانبی بعدی'' ہم پوری قوم حضور ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرکے عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کریں اور جو کوئی بھی توہین رسالت ﷺ کا مرتکب ہوگا خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی شکل میں ہو یا مسیلمہ پنجاب کی شکل میں، ہم تن من دھن سے اس کا تعاقب کریں گے۔

الحمدللہ ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع اور قادیانیت اور عیسائیت سمیت تمام فرقہائے باطلہ کی سرکوبی کے لئے دن رات سرگرم ہے پوری دُنیا اور خصوصاً پاکستان کے ہر شہر میں مجلس کے دفاتر اور مبلغین سال بھر متحرک رہتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ تاکہ اُمت مسلمہ قادیانیت کی دجل وفریب سے محفوظ رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء واقعات کے آئینہ میں

مولانا عتیق الرحمٰن

۱...... ۲۲؍مئی کو طلبہ کے وفد کی چناب نگر(سابقہ ربوہ) کے اسٹیشن پر قادیانیوں سے تکرار ہوئی۔

۲...... ۲۹؍مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے طلبہ پر قاتلانہ سفاکانہ حملہ کیا۔

۳...... ۳۰؍مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۴...... ۳۱؍مئی کو سانحہ چناب نگر(ربوہ) کی تحقیقات کے لئے ’’صمدانی ٹربیونل‘‘ کا قیام عمل میں آیا۔

۵...... ۳؍جون کو ’’مجلس عمل‘‘ کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

۶...... ۹؍جون کو ’’مجلس عمل‘‘ کا کنوینر لاہور میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری کو مقرر کیا گیا۔

۷...... ۱۳؍جون کو وزیراعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۸...... ۱۴؍جون کو ’’ملک گیر ہڑتال‘‘ ہوئی۔

۹...... ۱۶؍جون کو ’’مجلس عمل‘‘ کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو امیر اور مولانا سید محمود احمد رضوی کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۱۰...... ۳۰؍جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو ’’خصوصی کمیٹی‘‘ میں تبدیل کر دیا گیا۔

۱۱...... ۲۴؍جولائی کو وزیراعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، وہ ہمیں منظور ہوگا۔

۱۲...... ۳؍اگست کو ’’صمدانی ٹربیونل‘‘ نے تحقیقات مکمل کر لیں۔

۱۳...... ۵؍اگست سے ۲۳؍اگست تک گیارہ روز مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کی گئی۔

۱۴...... ۲۰؍اگست کو ’’صمدانی ٹربیونل‘‘ نے سانحہ چناب نگر سے متعلق اپنی ’’رپورٹ‘‘ وزیراعلیٰ کو پیش کی۔

۱۵...... ۲۳؍اگست کو ’’رپورٹ‘‘ وزیراعظم کو پیش کی گئی۔

۱۶...... ۲۴؍اگست کو وزیراعظم نے فیصلہ کے لئے ’’۷؍ستمبر‘‘ کی تاریخ مقرر کی۔

۱۷...... ۲۷، ۲۸؍اگست کو ’’لاہوری گروپ‘‘ پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

۱۸...... یکم؍ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں ’’ملک گیر ختم نبوت کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی۔

۱۹...... ۵، ۶؍ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۲۰...... ۶؍ستمبر کو مجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس، وزیراعظم سے ملاقات اور فیصلہ۔

۲۱...... ۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔مبصر......مولانا اللہ وسایا

شرح صحیح مسلم: صفحات: ج ۱۱......۵۶۸، ج ۱۲......۵۶۸، ج ۱۳......۵۹۲، ج ۱۴......۷۰۴:

مترجم وشارح: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: ناشر و ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ کے.پی.کے!

قارئین لولاک قبل ازیں عرصہ ہوا کہ شرح صحیح مسلم کی دس جلدوں پر تبصرہ باری باری ملاحظہ کر چکے۔اس سلسلہ کی اب چار جلدیں ج۱۱تا۱۴تبصرہ کے لئے زیرنظر ہیں۔طالبان علوم اسلامی وشائقین علم حدیث اس سے باخبر ہیں۔صحیح مسلم شریف کی معروف شرح نووی کے بعد برصغیر پاک وہند کے متبحر عالم ربانی حضرت مولانا شبیراحمد عثمانی نے فتح الملہم کے نام پر صحیح مسلم شریف کی شرح لکھی۔زندگی کے ماہ وسال پورے ہوگئے۔اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔پھراس کا بیڑا ہمارے موجودہ دور کے پاکستان کے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی نے اٹھایا۔انہوں نے تکملہ فتح الملہم کے نام سے شرح صحیح مسلم کے اس کام کو مکمل فرمادیا۔

بعض حضرات نے مسلم شریف کی شرح یا ترجمہ اردو میں بھی لکھا لیکن اوّل کتاب سے آخر کتاب تک (۱)ہر حدیث شریف کا حوالہ نمبر (۲)ہر حدیث شریف کا متن بمعہ اعراب (۳)لفظی سلیس ترجمہ (۴)اس کی توضیح وشرح (۵)اس حدیث شریف کے رواۃ کی بابت تفصیلات (۶)لطائف الاسناد (۷) اس حدیث شریف سے متعلق فقہی مباحث (۸)فقہ حنفی کی وجوہ ترجیح (۹)اس حدیث سے متعلق مختلف اکابر کے توضیحی ارشادات (۱۰)کہیں ظاہری تعارض ہو تو تطبیق وتوفیق (۱۱)دیگر بہت کچھ۔اس وقت تک مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم نے ان تمام امور کا التزام فرمایا ہے۔

تمام شراح حدیث کے مباحث کو اردو کا جامہ کیا پہنایا کہ علوم نبوی تک اردو دان طبقہ کے لئے دسترس کا اہتمام فرمادیا۔اس پر آپ پوری امت کی طرف سے لائق تبریک وتحسین وقابل تقلید وتائید ہیں۔

جلد گیارہ کتاب الصلوٰۃ کے تمام ابواب کو محیط ہے۔جلد بارہ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ جلد تیرہ بھی کتاب المساجد۔جلد۱۴کتاب صلوٰۃ المسافرین۔کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ کی احادیث کی شرح کو ان جلدوں کے قریباً اڑھائی ہزار صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم کے علم وقلم کی جولانی کا یہی حال رہا تو ان شاء اللہ العزیز بیس سے

زائد جلدوں پر جا کر یہ شرح مکمل ہوگی۔ اس وقت تک جتنا کام سامنے آیا ہے۔ اس کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ دیوبند کے ایک فرزند جلیل اور محدث کبیر نے شرح مسلم شریف کے حوالہ سے اردو لٹریچر میں وہ گراں قدر ریکارڈ اضافہ فرمادیا ہے۔ جس پر مسلک کے تمام اہل علم کا سرفخر سے بلند کردیا ہے۔

مستند دلچسپ تاریخی واقعات: صفحات: ۳۵۲: قیمت درج نہیں: مصنف: الشیخ علی طنطاوی:

اردو ترجمہ: مولانا زاہد محمود قاسمی: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان! 0322-6180738

الشیخ علی طنطاوی دمشق شام کے نامور عالم دین، قانون دان اور دانش ور تھے۔ واقعات کو دلچسپ اور مؤثر انداز میں بیان کرنے پر ایسی قدرت رکھتے کہ جو واقعہ بیان کرتے سننے والوں پر ایسی تڑپ اور دلچسپ کیفیت طاری ہوتی کہ سماں قائم ہوجاتا۔ آپ نے عربی میں ''قصص من التاریخ'' لکھی۔ جسے عرب دنیا میں بڑی پذیرائی ملی۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے مالک جناب حافظ محمد اسحٰق ملتانی نے اس عربی ایڈیشن کو حاصل کرکے اس کا جامعہ قاسم العلوم ملتان کے استاذ مولانا زاہد محمود قاسمی سے ترجمہ کروایا۔ انہوں نے ترجمہ ایسا خوبصورت اور سلیس کیا ہے کہ کتاب کا ہر واقعہ بہت ہی آسانی اور روانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔ ہر واقعہ عبرت ونصیحت سے مزین ہے۔

درس انسانیت: مرتب: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات: ۴۳۲: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

اسلاف واکابر کے سینکڑوں سبق آموز واقعات کو دل آویز اور خوب صورت انداز کے ساتھ اس کتاب میں جمع کردیا گیا ہے۔ ہر واقعہ ایمان افروز اور موعظت آموز ہے۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے اتنا کافی ہے کہ جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور کے مفتی مجد القدوس خبیب رومی اور جامعہ رحیمیہ ملتان کے استاذ الحدیث مولانا مفتی عنایت الکریم کی اس پر تقاریظ ہیں، جن کا ایک ایک حرف کتاب کی ثقاہت اور نفع مندی پر سند کا حکم رکھتا ہے۔ طباعت واشاعت قابل تعریف اور کاغذ عمدہ واعلیٰ ذوق کا مظہر ہے۔

قدم قدم سوئے حرم (سفرنامہ حج): مؤلف: محمد سیف اللہ خالد: صفحات: ۸۰: قیمت: ۲۰۰:

ناشر وملنے کا پتا: مکتبہ حسینیہ بالمقابل حبیب بینک شجاع آباد۔

حافظ سیف اللہ خالد اچھے کمپوزر اور ڈیزائنر ہیں وہاں لکھنے پڑھنے کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ چند سال قبل اللہ پاک نے انہیں حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ورفرمایا انہوں نے حرمین شریفین، مقامات مقدسہ، ان کے آداب وغیرہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں کو عشق رسالت میں ڈوب کر لکھا ہے۔ خدا کرے ذوق تحریر اور زیادہ۔ حج وعمرہ پر جانے والوں کے لئے ایک خوب صورت دستاویز ہے۔ (مولانا محمد اسماعیل)

تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان کی تیاریاں عروج پر

مولانا عبدالنعیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷؍ستمبر کو منعقد ہونے والی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان کی تیاری کے سلسلے میں ماہ جولائی ۲۰۲۱ء میں ختم نبوت کانفرنس لاہور کی رابطہ کمیٹی، عہدیداران اور مبلغین نے لاہور میں جامعہ دارالعلوم عثمانیہ رسول پورا چھرہ، جامع مسجد ریاض الجنۃ موضع لدھڑ، جامع مسجد سرحدی پارک مزنگ، جامع مسجد بلال کوٹ لکھپت، جامعہ مسجد حلیمہ سعدیہ اسلام پورہ، جامع مسجد مکی انارکلی، جامع مسجد کوثر لالہ زار، مدرسہ صوت القرآن ٹرسٹ سبزہ زار ایم بلاک، جامع مسجد ٹاؤن شپ سمیت متعدد مقامات پر درجنوں پروگرامات کے علاوہ رائے ونڈ، چونکی، قصور، کوٹ رادھا کیشن، ٹوبہ، کمالیہ، چونیاں، جنڈیالہ شیر خان، شیخوپورہ، ننکانہ، نارووال، پسرور، سیالکوٹ، حافظ آباد، گوجرانوالہ، نوشہرہ ورکاں، منڈی بہاؤالدین، گجرات، خوشاب، بھلوال اور سرگودھا کے دورے کر کے ختم نبوت کانفرنز، اجلاسات اور علماء کنونشنز مقرر کیے۔ ان پروگراموں میں مختلف ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو اپنے اپنے علاقوں میں مینار پاکستان کانفرنس کے لئے تیاریوں کی تازہ صورت حال مرکزی رابطہ کمیٹی کو لمحہ بہ لمحہ دے رہی ہیں۔ صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے مرکزی رابطہ کمیٹی نے اطمینان کا اظہار کیا۔ پنجاب بھر کے اضلاع سے علماء کرام نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اپنے اپنے علاقوں سے دوست احباب کو تیار کر کے گاڑیوں بسوں اور موٹر سائیکل کے ذریعے مینار پاکستان پہنچائیں گے۔ لاہور بھر اور دیگر اضلاع میں جو وفد مسلسل تیاریوں میں مصروف عمل ہے ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا خالد محمود، حافظ نصیر احمد احرار، مفتی عبدالحفیظ، مولانا عبدالعزیز، مولانا محبوب الحسن طاہر، قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار اور راقم الحروف (عبدالنعیم) سمیت درجنوں حضرات شامل ہیں۔

مزید کانفرنس کی تشہیری مہم کو تیز کرنے کے لئے پینا فلیکس بینرز شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مینار پاکستان کے سائے تلے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور قائدین خطاب کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے اسلام دشمن قوتوں کو مشترکہ طور پر یہ پیغام دیا جائے گا اور یہ کانفرنس اتحاد امت کا عملی نمونہ ہوگی۔

تحفظ ختم نبوت اجلاس جوہرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جوہرآباد کے زیر اہتمام بعض جماعتی امور اور جماعتی ساتھیوں کے افہام تفہیم کے سلسلہ میں مرکزی مجلس منتظمہ کی طرف سے تین رکنی کمیٹی تشکیل پائی:

۱...... نائب امیر مرکزیہ حضرت مخدومی صاحبزادہ عزیز احمد دامت برکاتہم

۲...... امیر مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ

۳...... رکن مجلس منتظمہ وشوریٰ محمد راشد مدنی آف رحیم یارخان

بمقام دفتر ختم نبوت جامع مسجد عمر پانڈیاں والی خوشاب ۱۸؍جولائی ۲۰۲۱ء

زیر صدارت: حضرت صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد مدظلہ

شرکائے اجلاس: ۱...... حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، ۲...... مولانا محمد راشد مدنی رحیم یارخان، ۳...... مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، ۴...... حاجی ساجد منظور جوہرآباد، ۵...... مولانا منیر احمد پانڈیاں والی، ۶...... مولانا فیصل احمد جوہرآباد، ۷...... مولانا اظہار الحسن جوہرآباد، ۸...... مولانا عبداللہ احمد خوشاب، ۹...... مفتی حسین احمد جوہرآباد، ۱۰...... قاری سعید احمد خوشاب، ۱۱...... ملک مظہر الحق،

متفقہ فیصلہ: اجلاس میں شہر جوہرآباد میں بیک وقت دو منتظمہ باڈیاں بن جانے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ فریقین کو اجلاس میں مدعو کیا گیا۔ طرفین کا احوال سننے کے بعد باہمی مشورہ سے طے پایا کہ مزید کسی بدمزگی سے بچنے کے لئے دونوں باڈیاں تحلیل کر دی جائیں اور فی الحال شہر جوہرآباد کے لئے نگران کسی غیر متنازعہ ہستی کو منتخب کر لیا جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے انتخابات تقریباً چھ ماہ بعد ہوں گے تب تک جماعتی امور کی نگرانی یہی نگران فرمائیں گے۔ بعد ازاں نئی باڈی بنے گی اور جملہ امور وہی باڈی دیکھے گی۔ چنانچہ متفقہ طور پر فریقین نے نہایت معتدل مزاج حضرت مولانا محمد اظہار الحسن کو نگران منتخب کیا۔ نیز اجلاس میں واضح کیا گیا کہ مجلس ختم نبوت کے چندہ اور عطیات صرف مرکزی رسید بک پر ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا آئندہ تمام احباب نظم کی پابندی کریں گے۔

مزید واضح کیا گیا کہ ضلع خوشاب کی باڈی مکمل طور پر بحال ہے جس کے امیر حضرت مولانا قاری سعید احمد اسد ہیں۔ آخر میں صدر مجلس حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم، مولانا حکیم رشید ربانی، مولانا عبدالجبار اور قاری محمد سلیم سمیت سبھی حضرات مجلس ختم نبوت کے مخلص رفقاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کا دورہ چترال

حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور حضرت مولانا محمد عابد کمال ۲۷ جولائی ۲۰۲۱ء کو چترال کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ اس دورہ کے تمام پروگرامات کی سرپرستی حضرت مولانا قاری فیض اللہ چترالی نے کی۔ قائدین کا چترالی اقدار وروایات کے مطابق مختلف مقامات پر پُرتپاک اور شاندار استقبال کیا گیا۔ مرکزی قائدین سے علاقہ بھر کی نامور، قدآور اور مؤثر شخصیات وعلماء کرام کی ملاقاتوں کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ ۲۸؍جولائی ۲۰۲۱ء جامع مسجد انڈوک تحصیل دروش میں صبح نو بجے سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کی نگرانی عالمی مجلس کے راہنما مولانا محمودالحسن نے کی۔ نقابت کے فرائض ضلعی امیر مولانا حسین احمد نے انجام دیئے۔ معروف شاعر مولانا نقیب اللہ رازی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ کانفرنس سے بالترتیب مولانا سردار حسین، مولانا قاضی کفایت اللہ، مولانا محمد عابد کمال، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے دل گداز انداز میں بیانات ہوئے۔ دوسری کانفرنس اسی روز جامع مسجد گنبدیوسی بروز میں منعقد ہوئی۔ مولانا محمد عابد کمال، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ اس کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا ریاض احمد، مولانا الیاس احمد، مولانا نور شاہدین، مولانا صابر، مولانا مصلح الدین سمیت متعدد حضرات نے بھرپور کوشش کی۔ ۲۹؍جولائی کو وادی بمبوریت کا دورہ ہوا۔ شام کو شاہی جامع مسجد میں مفتی ضیاء اللہ کے ہاں قیام ہوا۔ ۳۰؍جولائی کو نماز جمعہ سے قبل دو کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ تاریخی شاہی جامع مسجد چترال میں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا کا جب کہ جامع مسجد بونی میں مولانا قاضی احسان احمد کا مثالی خطاب ہوا۔ بعد نماز عصر موڑ گول موڑکہو میں یادگار کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز قاری مقری وقار احمد کی تلاوت کلام سے ہوا۔ بعدازاں مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا اللہ وسایا کے تاریخی بیان ہوئے۔ ۳۱؍جولائی ۲۰۲۱ء مرکزی قائدین کے استقبال کرتے ہوئے قافلہ لوئر چترال کی طرف روانہ ہوا، جامعہ اسلامیہ ریحان کوٹ چترال میں چھٹی سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس ناظم عمومی مولانا مفتی شفیق احمد کے افتتاحی کلمات سے شروع ہوئی۔ تلاوت، حمد ونعت کے بعد امیر محترم مولانا حسین احمد نے علاقائی زبان میں بیان کرتے ہوئے کانفرنس کی انتظامیہ کا شکریہ اور مہمانوں کا استقبال کیا۔ بعدازاں مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ یکم؍اگست چترال کے مرکزی دفتر کے افتتاح پر تقریب منعقد ہوئی۔ پریس کلب چترال میں بیانات ہوئے۔ بعدازاں قائدین کو قافلوں کی صورت میں لوئر دیر کے لئے الوداع کیا گیا۔ ۲؍اگست مدرسہ انوارالعلوم تالاش، جامعہ ترتیل القرآن نوشہرہ اور جامع مسجد کرم شاہ نوشہرہ کینٹ میں پروگرامات منعقد ہوئے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

خطبہ جمعۃ المبارک چوک اعظم ضلع لیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا نے ۲۵ جون ۲۰۲۱ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد توحیدیہ چوک اعظم ضلع لیہ میں ارشاد فرماتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت اور ختم نبوت کے محاذ پر حاصل ہونے والی عظیم کامیابیوں کو بیان فرمایا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا چھ روزہ دورہ راولپنڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے زیر اہتمام چھ دن کے پروگرام مولانا قاضی مشتاق احمد کی زیر سرپرستی ہوئے جس میں مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لائے۔

پہلا پروگرام یکم رجولائی بعد نماز عشاء کبریٰ مسجد موہن پورہ میں ہوا۔۲رجولائی خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد کیلیاں والی کمیٹی چوک میں ہوا۔۲رجولائی بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد اکال گڑھ میں تلاوت کے بعد بابا خورشید احمد نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ جب کہ مولانا محمد طارق، مولانا قاضی مشتاق احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔۳رجولائی بروز ہفتہ جامع مسجد عائشہ خیاباں میں بچوں کے اعزاز کی تقریب میں حضرت نے انعامات تقسیم کئے۔ اس کے بعد بنات میں ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی بیان ہوا۔ اس کے منتظم ڈاکٹر ریاض احمد تھے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت چاکرہ میں پروگرام ہوا جس کے اندر حافظ الیاس، مولانا محمد طارق، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ اس کے منتظم مفتی عاشق الٰہی تھے۔۴رجولائی بروز اتوار بعد نماز مغرب بہارہ کہو میں پروگرام ہوا۔ مولانا محمد طیب فاروقی، قاضی مشتاق احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔۵رجولائی ۲۰۲۱ء بروز سوموار جامعہ ام حبیبہ للبنات پنڈورہ میں دوپہر کو حضرت کا بیان ہوا۔ اس کے منتظم مولانا صلاح الدین تھے۔ بعد نماز ظہر جامعہ فرقانیہ میں ۶رستمبر لیاقت باغ کانفرنس کے سلسلے میں اجلاس ہوا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاضی مشتاق احمد، مولانا محمد طیب، مولانا محمد طارق، قاضی ہارون الرشید، خالد مبین اور حافظ الیاس ودیگر نے شرکت کی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد خالد بن ولید پنڈورہ میں پروگرام ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد طارق اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

۶؍جولائی ۲۰۲۱ء بروز منگل بعد از عصر مدنی مسجد ہزارہ کالونی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی درس ہوا۔ اس کے منتظم مولانا سیف اللہ تھے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد الہولی پشاور روڈ میں پروگرام ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا شجاع آبادی کا ختم نبوت پر بیان ہوا۔ اس کے منتظم مولانا عبدالرشید کوثر تھے۔ ان سارے پروگراموں میں مقامی مبلغ مولانا محمد طارق شریک سفر رہے۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن شکر گڑھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۴؍جولائی ۲۰۲۱ء صبح دس بجے جامع مسجد عثمانیہ ریاض مارکیٹ شکر گڑھ میں علماء کنونشن بسلسلہ ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان لاہور منعقد ہوا۔ کنونشن کی نگرانی مولانا فقیر اللہ اختر جب کہ صدارت جناب قاری محمد رمضان نے کی۔ کنونشن سے خصوصی خطاب مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا ہوا۔ کنونشن کی کامیابی کے لئے حافظ محمد عامر رشید، مولانا گل محمد، مولانا راشد محمود قاسمی، مولانا عبدالقادر اعوان، مولانا محمد وسیم، مولانا شرافت علی سمیت تمام کارکنان نے بھرپور تعاون کیا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا کا دورہ ٹوبہ وکمالیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸ جولائی بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ دارالسعید چک نمبر ۵۰۷ گ ب ماموں کانجن میں زیر صدارت مولانا پیر عطاء اللہ نقشبندی اور زیر نگرانی مولانا قاری عبد الناصر عظمت قرآن کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا اللہ وسایا نے معجزات قرآن وصداقت اسلام پر مدلل ومفصل خطاب فرمایا۔ ثناء خوان مصطفیٰ مولانا شاہد عمران عارفی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس میں مناظر اسلام مولانا عبدالقدوس گجر، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد خبیب، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا رمیز الدین آزاد کے علاوہ دیگر علماء کرام وطلباء عظام اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس میں حفاظ کرام کی دستار بندی بھی کرائی گئی۔ ۹ جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد چک نمبر ۳۲۵ ج ب دلم ٹوبہ میں زیر صدارت مولانا محمد قاسم خطیب جامع مسجد ہذا مولانا اللہ وسایا نے ارشاد فرمایا جس میں قادیانیوں کے قبول اسلام کی تفصیلات بتلائیں۔ جب کہ ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے بھی تحفظ ناموسِ رسالت اور موجودہ حکومت کا توہین رسالت کے مرتکبین کو چھڑوانے کی ناپاک عزائم سے آگاہ بھی کیا۔ ۱۶ جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک جامعہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ میں زیر صدارت مولانا قاری عمر فاروق، مولانا اللہ وسایا نے جب کہ جامع مسجد زکریا علی ٹاؤن میں مولانا عثمان حیدر صدیقی کی زیر صدارت ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے ارشاد فرمایا۔ تمام پروگراموں میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

ختم نبوت کنونشن جوہر آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مسجد نمرہ نیو سیٹلائٹ ٹاؤن جوہر آباد ۷؍جولائی ۲۰۲۱ء کو ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا مفتی حسین احمد نے کی۔ کنونشن میں علماء، طلبہ، سٹوڈنٹس سمیت سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ کنونشن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مقامی مبلغ مولانا محمد نعیم نے خطاب کیا۔ مقررین نے ناموس رسالت اور اس کے قانون کے تحفظ کے لئے تن من دھن کی قربانی پیش کرنے کا عزم کیا۔ کنونشن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر رات گئے اختتام پذیر ہوا۔

جامع مسجد قاضیاں انگہ میں جلسہ

۸؍جولائی ۲۰۲۱ء بعد نماز مغرب جامع مسجد قاضیاں والی انگہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے مولانا محمد اسماعیل جابہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

جامع مسجد دلباغ سرگودھا میں بیان

جامع مسجد دلباغ میں ۹؍جولائی ۲۰۲۱ء کو مغرب کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔ پروگرام کی صدارت مسجد دلباغ کے خطیب مولانا سرفراز احمد نے کی۔ مقامی نعت خوانوں نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ پروگرام مغرب سے عشاء تک ہوا۔

جامع مسجد خاتم النّبیین گوجرانوالہ میں جلسہ

۱۰؍جولائی ۲۰۲۱ء عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا جس کا اہتمام مجلس گوجرانوالہ کے سابق ناظم حافظ محمد ثاقبؒ کے فرزندان گرامی مولانا مفتی انعام اللہ، قاری عزیز الرحمٰن نے کیا۔ جلسہ سے حافظ محمد الیاس راولپنڈی، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ملک کے نامور ثنا خوان مولانا محمد قاسم گجر نے نعتیہ کلام سے مجمع کے قلوب کو گرمایا۔

تحفظ ختم نبوت وتعزیتی کنونشن راولپنڈی

۱۱؍جولائی ۲۰۲۱ء بعد نماز ظہر جامع مسجد اسلامیہ ولی روڈ راولپنڈی میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر امیر مرکزیہ کی تعزیت اور ۶؍ستمبر کانفرنس کے حوالے سے کنونشن ہوا۔ جس میں مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، قاضی عبدالرشید، مولانا ابراہیم ثاقب، قاری زکریا ٹیکسلا، مولانا

ظہور احمد علوی، مولانا اشرف علی، قاری فضل ربی، قاضی ہارون الرشید، مولانا محمد طیب، مولانا محمد طارق شریک ہوئے۔ پراگرام امیر عالمی مجلس راولپنڈی قاضی مشتاق احمد کی زیر سرپرستی ہوا۔ اس کے منتظم نائب امیر مولانا آدم خان تھے۔

درس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴؍ جولائی ۲۰۲۱ء کو جامع مسجد مکی بلاک نمبر ۱ چیچہ وطنی میں درس ختم نبوت کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت مولانا ریاض احمد نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالحکیم نعمانی سمیت متعدد راہنماؤں کے روح پرور بیانات ہوئے۔ میزبانی کے فرائض مولانا طالب حسین، مفتی محمد ظفر اقبال، مفتی محمد ساجد اور حاجی محمد ایوب نے ادا کیے۔ اگلی صبح دس بجے ۱۵ جولائی کو مدرسہ تجوید القرآن المعروف درس پیر جی بلاک ۶ میں ختم نبوت علماء کنونشن سے مولانا شجاع آبادی نے بیان فرمایا۔ قرب وجوار کے دیہاتوں علماء کرام اور دینی شخصیات نے بھرپور شرکت کی۔

تحفظ ناموس رسالت کنونشن چیچہ وطنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۵؍ جولائی بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد چک ۱۰۹ بارہ ایل چیچہ وطنی میں تحفظ ناموس رسالت کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال نے کی۔ جب کہ نقابت کے فرائض مولانا کفایت اللہ حنفی نے ادا کیے۔ کنونشن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے خطاب کیا۔

خطبہ جمعۃ المبارک غازی آباد چیچہ وطنی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالحکیم نعمانی نے علاقہ کی معروف دینی شخصیت مولانا حافظ ظہور احمد کی دعوت پر ۱۶؍ جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک مدرسہ فاروقیہ علی ٹاؤن غازی آباد چیچہ وطنی میں ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں مولانا شجاع آبادی نے مفتی محمد ظفر اقبال کی دعوت پر ان کے قائم کردہ ادارہ جامعۃ السراج بورے والا روڈ چیچہ وطنی میں مدرسہ ومسجد کی جدید تعمیرات کا جائزہ لیا۔ باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

تعزیتی جلسہ سیالکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۸؍ جولائی ۲۰۲۱ء کو جامع مسجد یوسف بنوریؒ الہادی

ٹاؤن سیالکوٹ میں امیر مرکزیہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ نگرانی مولانا فقیراللہ اختر اور صدارت جناب پیر سید شبیر احمد گیلانی نے کی۔ حضرت امیر مرکزیہؒ کی خدمات کو سراہاتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ خصوصی خطاب علامہ عبدالرؤف فاروقی لاہور کا ہوا۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ گھوٹکی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گھوٹکی کے زیر انتظام ۳۰ جولائی ۲۰۲۱ء کو مدنی مسجد سرحد میں سیرت النبی کے عنوان پر پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں نماز جمعہ سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے عقیدہ ختم نبوت تفصیل سے بیان کیا۔

تاجدار ختم نبوت، عظمت صحابہ واہل بیتؓ کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گھوٹکی کے زیر انتظام ۳۰ جولائی بعد نماز مغرب گاؤں ایوب لکھن میں عظیم الشان تاجدار ختم نبوت، عظمت صحابہ واہل بیت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت سید نور محمد شاہ اور نگرانی مولانا محمد یوسف شیخ نے کی۔ کانفرنس کا آغاز جناب قاری محمد عابد لکھن کی تلاوت سے ہوا۔ ہدیہ نعت محترم جناب علی سرور گھوٹو نے پیش کیا۔ مولانا عبدالمجیب قریشی پیر شریف، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر اور مولانا عبدالشکور سومرو پنوعاقل نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ مجاہد ختم نبوت جناب محمد شاہ نواز لکھن اور ان کے احباب نے بھرپور تعاون کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ ساہی وال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۳۰/جولائی ۲۰۲۱ء کو تبلیغی دورہ پر ساہی وال تشریف لائے۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ کوٹ ۶۔۸۵ آر میں رہا۔ ۳۱/جولائی کو فجر کا درس جامعہ محمدیہ کی مسجد میں فضائل حضرت سیدنا عثمانؓ پر درس ارشاد فرمایا۔ علماء کرام سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد ازاں مولانا محمد شفیع قاسمی کی نگرانی میں جامع مسجد امیر معاویہ فرید ٹاؤن میں منعقدہ سالانہ ختم نبوت کورس کے شرکاء سے عقیدہ ختم نبوت اور رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دو نشستوں میں آپ کے لیکچرز ہوئے۔

تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن پسرور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مینار پاکستان لاہور میں منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کے سلسلہ میں یکم/اگست ۲۰۲۱ء کو صبح ۸ بجے جامعہ دارالعلوم پسرور ڈسکہ روڈ موسیٰ پور میں علماء کنونشن

منعقد ہوا۔ کنونشن میں مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا بشیر احمد قاسمی، مولانا محمد عثمان، مولانا محمد اسحاق، مولانا محمد طیب زاہد، مولانا نعیم اللہ توحیدی، قاری محمد عبدالباسط اعوان، مولانا محمد طیب قاسمی، حافظ محمد قاسم طاہر اور مولانا شرافت علی نے خصوصی شرکت و بیانات کئے۔

تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن نارووال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم راگست ۲۰۲۱ء کو بعد نماز ظہر جامع مسجد عبدالمجید کھوکھر محلہ ابوبکر پورہ نارووال میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا مفتی عصمت اللہ جب کہ نگرانی مولانا فقیر اللہ اختر نے کی۔ کنونشن میں مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محمد اشرف گجر، حافظ عبدالقدوس میمن، مفتی محمد امجد، مولانا محمد سلیم، مولانا محمد طلحہ عثمان، مولانا محمد مجاہد اور مولانا شرافت علی نے خصوصی شرکت و بیانات کئے۔

گولارچی میں قادیانی مکان و مرگھٹ سے شعائر اسلام کو محفوظ کر لیا گیا

ملک بھر میں قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے شعائر اسلام استعمال کر کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایسا ہی گولارچی ضلع بدین میں قادیانیوں نے اپنے مکانات پر قرآن مجید کی آیات کی تختیاں لگا رکھیں تھیں۔ جس پر محلے کے مسلمانوں میں اشتعال پایا جانے لگا۔ مسلمانوں نے اس کی اطلاع راقم کو دی۔ اس بات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے مقامی علماء کرام کا اجلاس طلب کیا۔ جس میں علماء کرام کا ایک وفد تشکیل دیا گیا۔ اس وفد میں حکیم محمد عاشق نقشبندی، مولانا جمال الدین، مولانا محمد ابراہیم صدیقی، مولانا سید محمد شاہ، بھائی نجم الدین، راقم اور دیگر نے اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی۔ایس۔پی سے ملاقات کی اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور خصوصاً قادیانیوں کے قبرستان میں قبروں پر لگے ہوئے کتبوں پر کلمہ شریف اور آیات سے بھی مطلع کیا اور مطالبہ کیا گیا کہ فی الفور شعائر اسلام کو محفوظ کیا جائے۔ مقامی انتظامیہ نے معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر ۱۲ رجولائی ۲۰۲۱ء کو اپنی نگرانی میں قادیانیوں کے مکانات اور قبرستان سے شعائر اسلام کو محفوظ کیا اور جائے وقوعہ پر موجود انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ آئندہ کے لئے قادیانیوں کو پابند کیا جائے۔ انتظامیہ کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی کہ اگر دوسری مرتبہ قادیانیوں نے آئین شکنی کی تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

(مولانا محمد حنیف سیال مبلغ بدین)

مکتوب بنام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آپ حضرت والا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے باخیروعافیت ہوں گے۔آپ کے حکم پر اس بندہ کمترین خلائق کو دس جدید نسخے ’’رئیس قادیاں‘‘ کے ارسال کئے گئے جو الحمدللہ مجھے آپ کی جانب سے بطور ہدیہ موصول ہوئے۔تین نسخے مولانا سہیل باوا صاحب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور پانچ نسخے ہانگ کانگ میں مولانا الیاس خان صاحب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔رد قادیانیت پر حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ کی کتاب ’’رئیس قادیاں‘‘ اور رد عیسائیت پر حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی کتاب ’’اظہار الحق‘‘ کئی بار پڑھنے کے باوجود طبیعت سیر نہیں ہوتی،ان دونوں حضرات کی کتب جب جب پڑھتا ہوں،یوں محسوس ہوتا ہے،پہلی بار پڑھ رہا ہوں۔’’رئیس قادیاں‘‘ کو جدید حوالہ جات کے ساتھ نئی طباعت کے لباس میں لانے کی ضرورت تھی،جس کو الحمدللہ آپ نے پورا کردیا اور عرض ناشر میں آپ نے اس بندہ فقیر کو بھی یاد فرمایا۔لہٰذا امید ہے کہ آپ کے اس عمل میں ثواب کا کچھ حصہ شاید مجھ بندہ سیاہ کار کے کھاتے میں بھی آجائے اور بقول مولانا عزت خان صاحب ’’رئیس قادیاں‘‘ کو پڑھے بغیر کوئی مرزے کو نہیں سمجھ سکتا۔لہٰذا ’’رئیس قادیاں‘‘ کی جدید طباعت پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔جس کے واقعۃً آپ مستحق ہیں اور وہ ساتھی بھی جنہوں نے اس حوالے سے آپ کی معاونت کی،وہ قابل تحسین ہیں:والسلام! بندہ:خالد محمود سابق یوئیل لندن کراچی......۵؍ذوالحجہ۱۴۴۲ھ

مکتوب دیوبند......حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ! ہم جملہ خدام مرکز التراث الاسلامی دیوبند حضرت والا کی خدمت میں یہ خوشخبری سناتے ہوئے مسرت محسوس کرتے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ کتاب ’’اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ‘‘ فائنل ہوکر آج طباعت کے لئے روانہ ہوگئی اور ان شاء اللہ! کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے پتے سے عشرہ دوعشرہ کے اندر اندر منظر عام پر آجائے گی۔اس کتاب پر تحقیق ومراجعت نیز دوکالمی کتابت وسیٹنگ وغیرہ میں تقریباً ایک سال سے زائد کا وقت صرف ہوا لیکن ان شاء اللہ امید ہے کہ اہل علم کے نزدیک تحفظ ختم نبوت کی نصابی کتابوں میں معقول ومقبول شمار کی جائے گی۔مقدمہ میں عالمی مجلس اور حضرت والا کا بھی ذکر خیر ہے۔اس کی کاپی عالمی مجلس کے لئے بھیجی جارہی ہے تاکہ وہاں سے بھی حسب ضرورت طباعت ہوسکے اور دیگر ممالک کے اہل مدارس بھی فائدہ اٹھاسکیں۔حسب سہولت عالمی مجلس کے تمام احباب واکابر کی خدمت میں سلام ودعا کی درخواست ہے۔اگر کسی تبدیلی کی ضرورت ہو ان پیج فائل بھی ارسال کردی جائے گی۔وہاں کے ماہناموں میں اور دیگر متعلقہ رسائل میں اگر اس کی طباعت سے متعلق مضمون یا خبر نشر ہوجائے تو شاید باذوق علماء کے لئے مفید ہو۔

شاہ عالم گورکھپوری،دیوبند......۲؍ذی الحجہ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳؍جولائی ۲۰۲۱ء بروز سہ شنبہ

عظیم الشان سالانہ
ختم نبوت کانفرنس
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
بمقام
جامع مسجد الصادق بہاولپور
2 اکتوبر 2021
بروز ہفتہ ان شاء اللہ
بعد از نماز عشاء
پیر طریقت ولی ابن ولی
حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مناظر اسلام سرمایہ اہلسنت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
شاعر ابن شاعر
محترم جناب الحاج سید سلیمان گیلانی صاحب
آف لاہور
مرشد کامل شیخ الحدیث یادگار اسلاف
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا ناصر الدین خاکوانی صاحب
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
شہزادہ اہلسنت وکیل احناف مناظر اسلام
حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب
ڈیرہ اسماعیل خان
حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب
مولانا محمد اسحاق ساقی
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
بہاولپور
0300-6851586

سلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی
تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد
6 ستمبر بروز پیر بعد نماز عصر
بیاد
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
ختم نبوت کانفرنس
پروقار
عظیم الشان
بمقام
لیاقت باغ
راولپنڈی
زیر سرپرستی
پیر طریقت
رہبر شریعت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ
زیر صدارت
حضرت مولانا
ولی ابن ولی
صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
زیر نگرانی
حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب
امیر
حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب
دامت برکاتہم
خصوصی شرکت
ملک بھر سے تمام مکاتب فکر علماء کرام نامور خطباء
مقررین ممتاز مذہبی سماجی و سیاسی رہنما وکلاء صحافی
اور تاجر تنظیموں کے نمائندگان
خطاب فرمائیں گے
شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
راولپنڈی
اسلام آباد
03047520844
03007550481
03345082180

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

فرما گئے یہ ہادیؐ لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوۃ کانفرنس

اسلام زندہ باد

شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولی کامل حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ

ولی کامل نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب حفظہ اللہ

2021 7 ستمبر بروز منگل بعد از نمازِ عصر

بمقام مینارِ پاکستان لاہور

0300-9496702
0300-4304277
0300-4275569
0321-9448442

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ لاہور